إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

الفضل

قادیان

ایڈیٹر۔ غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵

نمبر ۳۴ ۔ ۲۵ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ ۔ یوم یکشنبہ ۔ مطابق ۱۷ ستمبر ۱۹۳۳ء ۔ جلد ۲۱

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۱۴ ستمبر بوقت ۳ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ ۱۵ ستمبر بعد نماز جمعہ کشمیر کمیٹی کے اجلاس میں شرکت فرمانے کیلئے حضور شملہ تشریف لے گئے۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ اسی سلسلہ میں ۱۴ ستمبر شملہ روانہ ہوئے۔

۱۴ ستمبر ۷ بجے صبح حضرت میرزا شریف احمد صاحب ناظم تربیت جسمانی کے آرڈر کے ماتحت صدر انجمن احمدیہ کے کارکن باوردی تعلیم الاسلام ہائی سکول کی گراؤنڈ میں جمع ہوئے۔ ۸ بجے کے قریب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے معائنہ فرمایا۔ ٹریننگ کور کے نوجوانوں نے فوجی سلامی دی۔ اور پھر پریڈ کی اس کے ملاحظہ کے بعد حضور نے کارکنوں کو مصافحہ کا شرف بخشا

۱۴ ستمبر کو محمد صاحب ہیڈ کانسٹیبل منٹگمری کے مکان کی حضور نے بنیاد رکھی۔ اور دعا فرمائی۔

جامعہ احمدیہ کے درجہ رابعہ یعنی مبلغین کلاس کے آخری امتحان کا نتیجہ نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے شائع ہو گیا ہے۔ کوئی طالب علم پاس نہیں ہو سکا۔ تین کمپارٹمنٹ میں آئے ہیں۔ جن کا ماہ دسمبر میں دوبارہ امتحان ہو گا۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ امتحان بھی لے

(فرمودہ ۱۸ ستمبر ۱۹۰۷ء)

"مجھے اس بات کا بہت خیال رہتا ہے۔ کہ کسی کو ٹھوکر نہ لگے۔ جس خدا نے اتنی پیشگوئیاں پوری کر دی ہیں۔ اور فتح پر فتح اور نصرت پر نصرت دیتا رہا ہے۔ ضروری ہے۔ کہ وہ امتحان بھی لے بعض لوگ نادان ہوتے ہیں سنت اللہ کو سمجھتے نہیں ہیں۔ ان میں انجام شناسی اور پیش و پس پر غور کر کے صحیح رائے قائم کرنے کی عادت نہیں ہوتی۔ اس لئے اکثر ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ چند دن ہوئے ہم نے ایک خواب دیکھا تھا۔ کہ ایک شخص ہے۔ جو گویا مریدین میں داخل ہو گیا ہے۔ میں اس آدمی کے پاس گیا ہوں۔ آدمی سنجیدہ معلوم ہوتا ہے میں نے اس سے کہا ہے۔ کہ تم کو کیا ہو گیا ہے۔ جو ارتداد اختیار کر لیا ہے۔ تو اس نے مجھے جواب دیا کہ مصلحت وقت ہے۔ خدا محفوظ رکھے"

(الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۷ء)

اسلامی ممالک کی خبریں اور اہم کوائف

شاہ فیصل کے حالات

امیر فیصل شاہ عراق کی ۸ ستمبر سوئٹزرلینڈ کے ایک ہوٹل میں حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات واقعہ ہونے کی خبر پیشتر ازیں دی جا چکی ہے۔ آپ شریف حسین والیٔ مکہ کے ہاں ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے تھے۔ اور مکہ معظمہ و قسطنطنیہ میں تعلیم حاصل کی تھی۔ جنگ عظیم میں آپ جمال پاشا ترکی سپہ سالار کے عملہ میں تھے۔ اور شام میں ان کے ماتحت لڑتے رہے۔ لیکن جب شریف حسین نے بغاوت کی۔ تو آپ بھی اس کے پاس پہونچ گئے۔ اور برطانیہ کی حلیف عرب افواج کی قیادت کرتے رہے۔ ۱۹۱۸ء میں آپ اپنی افواج سمیت دمشق میں داخل ہوئے۔ اور اپنی بادشاہی کا اعلان کر دیا۔ لیکن سائکس پکٹ کے رُو سے شام فرانس کو مل چکا تھا۔ اس لئے ۱۹۲۰ء میں فرانسیسی افواج نے آپ کو وہاں سے نکال دیا اور آپ لندن پہونچ گئے۔ اسوقت عراق میں بغاوت پھوٹ رہی تھی۔ لوگوں کا مطالبہ تھا کہ بادشاہ ان کا اپنا ہو۔ اس لئے ۱۹۲۱ء میں عراق میں ان کی بادشاہت کا اعلان کر دیا گیا۔ لوگوں نے بھی اسے تسلیم کر لیا۔ آپ نے عراق کی بہت خدمت کی حتےٰ کہ اسے آزاد کرا لیا۔ وحید کے علاوہ آپ نے اپنے پیچھے ایک بیوہ اور تین لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ جن میں سے سب سے بڑی کی عمر ۲۷ سال ہے۔

سلطان ابن سعود اور امام یحییٰ کے مابین جنگ کا اندیشہ

عربی اخبارات کا بیان ہے۔ کہ اسلامی ممالک کی اکثر انجمنوں۔ اور افراد نے سلطان ابن سعود اور والیٔ یمن کو برقی پیغام ارسال کئے تھے کہ آپ کے مابین جنگ نہیں ہونی چاہیئے۔ عسیر کے قبضہ کے متعلق آپ لوگ اپنے اختلافات کسی دوسرے طریق سے رفع کریں۔ سلطان نے جواب دیا ہے۔ کہ ہماری طرف سے کوئی زیادتی نہ ہوگی۔ ہاں اگر مدافعت کے لئے مجبور کر دیئے گئے۔ تو اور بات ہے۔ امام یمن نے کسی کو کوئی جواب نہیں دیا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ امام بوجہ ضعیف العمری کاروبار سلطنت سے عملاً علیحدہ ہے۔ اور اس کا لڑکا سیف الاسلام امور سلطنت کو سرانجام دے رہا ہے۔ لیکن وہ اس وقت بعض ایسے لوگوں کے زیر اثر ہے جو عربی ممالک کو خانہ جنگی میں مبتلا کر کے ان کی قوت کو توڑنا چاہتے ہیں۔

حجاز میں تعمیری کاموں کے لئے قرضہ

حکومت حجاز نے وزیر خزانہ کو ملک کے تعمیری کاموں کے لئے ہر شخص سے اڑھائی پنس قرضہ کی وصولی کا حکم دیا ہے

کمال پاشا اور لطیفہ خانم

ترکی اخبارات لکھتے ہیں۔ کہ کئی برس کی علیحدگی کے بعد کمال پاشا اب پھر اپنی مطلقہ بیوی لطیفہ خانم سے رجوع کرنا چاہتے ہیں۔ آئندہ

چندہ کشمیر کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ارشاد

موجودہ نازک وقت میں تحریک کشمیر کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ ہر احمدی جماعت اور ہر احمدی فرد کا یہ فرض ہے کہ اس طرف توجہ کرے۔ اسوقت کم و بیش تین ہزار روپیہ ماہوار کی ضرورت ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ تمام جماعتیں ہر قسم کی سستی کو چھوڑ کر نہ صرف اپنے آدمیوں سے بلکہ دوسروں سے بھی جو تحریک کشمیر کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہوں چندہ لینے میں پوری پوری کوشش اور تندہی سے کام لیں گی۔ تحریک کشمیر کے سلسلہ میں یہ ایک خاص وقت ہے۔ اور خاص توجہ چاہتا ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد۔ خلیفۃ المسیح ۔

یوم التبلیغ کے متعلق ضروری اعلان

۲۲ اکتوبر کا دن تبلیغ کیلئے مقرر کیا گیا۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ نے سال رواں کا دوسرا یوم التبلیغ ۲۲ اکتوبر مقرر کیا ہے۔ اس دن کو ہر احمدی جماعت کے ہر فرد کو یاد رکھنا چاہیئے۔ اور سارا دن تبلیغ میں مصروف رہنا چاہیئے۔ چونکہ اتوار کا دن ہوگا۔ اس لئے ملازم اصحاب کو بھی فرصت ہوگی۔

پس اس دن اپنے تمام کاموں اور تمام اشغال پر تبلیغ احمدیت کے فرض کو مقدم قرار دینا چاہیئے۔ اور ہر جماعت کو ابھی سے ایسے انتظامات شروع کر دینے چاہئیں۔ کہ جن کے ماتحت ہر ایک احمدی تبلیغ میں مصروف ہو سکے۔ اور تبلیغ کے بہتر سے بہتر نتائج نکل سکیں۔

ازدواجی زندگی کے متعلق دونوں میں ایک معاہدہ ہوگا جس کی پابندی فریقین پر لازمی ہوگی۔

افغانستان میں شکر کی تجارت

حکومت افغانستان نے شکر کی تجارت پر خاص پابندیاں عائد کر دی ہیں۔ اور اس کا ٹھیکہ ایک کمپنی کو دے دیا ہے۔ جس کے سوا کوئی ملکی یا غیر ملکی شکر کی درآمد نہیں کر سکے گا۔

افغانستان کی نئی سڑکیں

عہد نادری میں افغانستان ہر لحاظ سے ترقی کر رہا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ دوآب کشکر سے ہفتو تک جدید سڑک مکمل ہو گئی ہے ایک اور سڑک ہفتو سے کلدان تک بنائی جا چکی ہے۔ ہرات میں ۴۷ نئی دوکانیں جدید اصول تعمیر کے مطابق بنائی گئی ہیں۔

فلسطین میں کاشتکاروں کی حمایت کا قانون

القدس کی ایک خبر ہے۔ کہ اعراب فلسطین کو مطمئن کرنے کے لئے حکومت نے وہاں کے مزارعین کی حمایت کے لئے ایک قانون پاس کیا ہے۔ جس میں ان کی زمین اور زراعت کی حفاظت کا وعدہ دیا گیا ہے۔ مگر خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ملک کی وطنی جماعتیں عام طور پر اس سے مطمئن نہیں ہیں۔

فلسطین میں یہودیوں کی آمد

یہودیوں کی آمد فلسطین میں سیلاب کی طرح بڑھ رہی ہے۔ ہر ہفتہ سینکڑوں یہودی پہونچ رہے ہیں۔ اس سے عربوں میں سخت ہیجان پیدا ہو رہا ہے۔ اور وہ اس بلا کے دفعیہ کی کوئی صورت سوچ رہے ہیں۔

ایران میں ایک تمدنی قانون

ایرانی جرائد مظہر ہیں۔ کہ حکومت پارلیمنٹ میں ایسے قانون کا مسودہ پیش کرنے والی ہے جس کے رُو سے غیر شیعہ مسلمانوں کے تمدنی امور مثلاً ازدواج۔ طلاق۔ ترکہ و وراثت وغیرہ کا فیصلہ انہی کے ائمہ سلف کی فقہ کے مطابق کیا جائے گا۔ اور انہیں شیعہ مجتہدین کے فقہی اصول کی پابندی پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

یہودیوں کی قدیم عبادت گاہ

معاصر "ایام" دمشق کا بیان ہے۔ کہ بادیہ شام میں آثار قدیمہ کی تلاش کے دوران میں ایک یہودی عبادت گاہ برآمد ہوئی ہے جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے۔ کہ پہلی صدی عیسوی میں اس کی تعمیر ہوئی تھی۔ اس کی دیواریں رنگین۔ اور خوبصورت تصاویر سے آراستہ ہیں۔ اسی مقام سے "جوپیٹر" کا ایک مجسمہ بھی برآمد ہوا ہے۔ جو تاریخی اعتبار سے اہم سمجھا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۳۴ قادیان دارالامان مورخہ ۵ جمادی الاوّل ۱۳۵۲ھ جلد ۲۱

ویدک دھرم کا تمدّن اور تہذیب

ہندو اپنی مقدّس مذہبی کُتب میں درج شُدہ تہذیب کی معقولیت ثابت کریں

ہندوؤں کی فتنہ انگیزیاں

ایک ملک میں رہنے والی اقوام کے لئے ضروری ہے۔ کہ ایک دُوسرے کے جذبات و احساسات کا خیال رکھیں۔ اور کوئی ایسی بات نہ کریں۔ جو خواہ مخواہ دُوسروں کی دلآزاری کا باعث ہو۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ جس قوم کو ہندوستان میں بہت بڑی اکثریت حاصل ہے۔ اور جسے اپنے اثر و رسُوخ پر ناز ہے۔ اس کی طرف سے اقلیت میں ہونے والی اقوام خصوصاً مسلمانوں کے ساتھ نہ صرف رواداری کا برتاؤ نہیں کیا جاتا۔ بلکہ دیدہ دانستہ چھیڑ خانی جاری رکھی جاتی ہے۔ اور جب بھی فضا میں سکون پیدا ہونے لگتا ہے۔ کوئی نہ کوئی فتنہ کھڑا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

فتنہ انگیزی کی وجہ

ہندوؤں کا یہ طریق عمل دراصل اس تنگ دلی اور بے جا تعصب کا رہین منت ہے۔ جو ہندو دھرم نے غیر ہندوؤں کے متعلق ان کے رگ و ریشہ میں پیوست کر رکھا ہے۔ اور جس کا اظہار انہوں نے حال ہی میں کورو کھشیتر کے میلہ پر نہایت صاف الفاظ میں یہ کہکر کیا۔ کہ وہاں ”غیر ہندو پر نظر پڑ جانے سے وُہ ناپاک ہو جاتے ہیں“۔ جن لوگوں کو ان کا مذہب غیر ہندوؤں کے متعلق یہ تعلیم دیتا ہو ان سے رواداری اور حسن سلوک کی امید رکھنا قطعاً فضول ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وُہ دوسرے مذاہب کے لوگوں اور خاصکر مسلمانوں کے متعلق جا و بے جا نیش زنی کرتے رہتے۔ اور ان کے جذبات کو پامال کرنے میں لطف محسُوس کرتے ہیں۔ اس کی تازہ مثال کے طور پر ہم دُو ہندو اخبارات کی فتنہ انگیزی کے واقعات پیش کرتے ہیں:۔

اخبار ”تیج“ کی شرارت

دہلی کے روزانہ اخبار تیج (۲۷ اگست) نے صفحہ اول پر ایک اعلان شائع کیا۔ جس کا عنوان رکھا۔ ”ضرورت ہے ایک قابل مُسلم خاتون کی“ اور اس کے تحت میں لکھا:۔

”ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اور بڑے خاندان کے غیر مسلم نوجوان کے لئے جس کی عمر ۳۴ سال ہے۔ اور ایک ہزار روپیہ ماہوار کی آمدنی کے اعلیٰ عہدہ پر متمکن ہے کسی اعلیٰ خاندان کی قابل اور ہوشیار مسلمان خاتون کی شادی کے لئے ضرورت ہے۔ جس نے اعلیٰ پیمانہ پر تعلیم حاصل کی ہو۔ اور جس کی عمر ۱۶ سال یا اس سے زائد ہو“۔

ظاہر ہے۔ کہ اس اعلان کی غرض سوائے مسلمانوں کی دلآزاری کے اور کچھ نہیں۔ یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کہ کوئی ایسا ہندو ہو سکتا ہے۔ جسے ایک ہزار روپیہ ماہوار آمدنی کے اعلیٰ عہدہ پر متمکن ہونے کے باوجود کوئی ہندو خاتون شادی کے لئے میسر نہیں آ سکتی بجائیکہ ہندو ہمیشہ ”ور کی تلاش“ میں سرگردان نظر آتے ہیں۔ اور ہندو اخبارات کے صفحات اس قسم کے اعلانات سے پر ہوتے ہیں لیکن اگر صورت حالات یہ ہو۔ کہ ایسا شخص ہندو لڑکیوں کی حد سے بڑھی ہوئی آزادی اور بے پردگی کے شرمناک نتائج سے گھر کا بھیدی ہونے کے باعث واقفیت رکھتا ہے۔ اور ان میں عصمت اور عفت کا جوہر شتبہ پاتا ہوا ان کی طرف رُخ کرنا نہیں چاہتا۔ تو پھر اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وُہ اپنے آپ کو اس حلقہ سے باہر نکال لے۔ جو اس کی نظر میں اس درجہ گر چکا ہے۔ اور اس کے بعد جس مذہب کو عصمت و عفت کا محافظ سمجھے۔ اس میں داخل ہو کر اپنے لئے رفیق زندگی تلاش کرنے کی کوشش کرے۔ ورنہ یہی سمجھا جائے گا۔ کہ اس قسم کا اعلان جیسا کہ ”تیج“ نے کیا ہے۔ محض شرارت اور فتنہ پردازی ہے اور اس کا مقصد مُسلمانوں کی دل آزاری کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

”پرتاپ“ کی شرارت

اس سے بڑھ کر شرارت ”پرتاپ“ (۶ستمبر) نے کی ہے۔ جس نے ”دہلی میں ایک مسلمان کا تمدن“ کے عنوان سے ایک مسلمان عورت کی طرف منسُوب کر کے یہ بیان شائع کیا۔ کہ

”میں ستغیث کی بیوی ہوں۔ مگر اب اس کے پاس رہنا نہیں چاہتی۔ کیونکہ یہ مجھے مجبُور کرتا ہے۔ کہ میں دوسرے مردوں کے پاس جاؤں“۔

اور پھر رائے زنی کرتا ہُوا لکھتا ہے۔ ”ہندو اخبارات بھی دہلی کے اس واقعہ کو اسلامی شریعت۔ اسلامی تمدن۔ اور اسلامی تہذیب سے وابستہ کر دیں“۔

ہندو تہذیب کا ایک نظارہ

ہندو اخبارات جنہوں نے اس ہندو دھرم۔ ہندو تمدن اور ہندو تہذیب میں پرورش پائی ہے۔ جس کا نظارہ کورو کھشیتر کی مقدس سرزمین نے حال ہی میں پیش کیا۔ جہاں ایک تعلیم یافتہ اور روشن خیال ہندو راجہ نے اپنی رانی پنڈے کو دان کر دی۔ اور پھر بمشکل ایک بہت بڑی رقم ادا کر کے واپس لے سکا۔ جہاں ہندو مرد و عورتیں ایک ایک دھوتی میں اکٹھے نہانے میں مشغول ہے جہاں ننگ دھڑنگ سادھوؤں کی فوج ادھر سے ادھر نہایت شان کے ساتھ مارچ کرتی رہی۔ جہاں مرد و عورتیں ان کے پاؤں کی خاک کو اکسیر سمجھ کر سر ماتھے پر لگاتے رہے۔ جو کچھ بھی کریں۔ ان سے بعید نہیں۔

خلاف انسانیت حرکت

لیکن انسانیت اور شرافت قطعاً اس بات کی اجازت نہیں دے سکتی۔ کہ کسی شخص کے ذاتی جرم کو اس کے مذہب کی طرف منسوب کیا جائے جبکہ خود وُہ مذہب اس فعل کو جرم اور گناہ قرار دیتا ہو۔ اگر عورت کے اس بیان کو درست بھی فرض کر لیا جائے۔ جو ”پرتاپ“ نے پیش کیا ہے۔ تو کوئی معمولی سی عقل و سمجھ رکھنے والا انسان بھی اسے اسلامی شریعت۔ اسلامی تمدن اور اسلامی تہذیب کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔

اسلام میں حفاظت عصمت کے احکام

اسلام ہی ایسا مذہب ہے۔ جس نے عورتوں کی عصمت کی حفاظت کا خاص طور پر انتظام کیا ہے۔ اور اپنے پیروؤں کو یہ حکم دیا ہے کہ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا یعنی مُسلمان عورتوں کو خدا کا یہ حکم سُنا دو۔ اور ان سے اس پر عمل کراؤ کہ وُہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیں۔ بجز اس کے جو ظاہر ہے۔

پھر یہ حکم ہی نہیں دیا۔ بلکہ مفصل طور پر طریق بھی بتا دیا۔ اور وُہ یہ کہ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ

إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ ۚ

یعنی اپنے گریبانوں پر اوڑھنیاں ڈالیں۔ اور اپنی زینت کو سوائے اپنے خاوندوں۔ یا اپنے باپوں۔ یا اپنے خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں۔ یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں۔ یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں۔ یا اپنی بہنوں کے بیٹوں۔ یا اپنی عورتوں یا جن کے مالک ہوئے ان کے داہنے ہاتھ۔ یا ایسے گھروں میں رہنے والے مرد یا لڑکے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے واقف نہیں ان پر ظاہر کر سکتی ہیں۔

پھر یہ بھی حکم دیا۔ کہ چلتے وقت اس طرح پاؤں زمین پر نہ ماریں۔ کہ جس زینت کو چھپانے کا حکم ہے۔ وہ معلوم ہو سکے۔

اسلام کے مجرم کا فعل اسلام کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا

یہ ہے عورتوں کی عزت و عصمت کی حفاظت کا وہ ضابطہ جو اسلام پیش کرتا ہے۔ اور جس پر عمل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اس کے کسی حصہ کی خلاف ورزی کرنے والا اسلام کا مجرم ہے۔ اور جو شخص ایسے مجرم کی ذمہ داری اسلام پر ڈالنا چاہتا ہے۔ وہ اپنی حماقت اور نادانی کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ ہاں اگر کسی میں ہمت ہے۔ تو وہ اسلام کے اس پیش کردہ ضابطہ پر اعتراض کرے۔ اور اس کے مقابلہ میں اپنے مذہب کے ضابطہ کی فضیلت ثابت کرے۔

ہندو دھرم میں نیوگ کی تعلیم

"پرتاپ" نے دہلی کے جس واقعہ کو اسلامی شریعت۔ اسلامی تمدن اور اسلامی تہذیب سے وابستہ کرنے کی حماقت کا اظہار کیا ہے۔ وہ اگر درست بھی ہو۔ تو جیسا کہ ثابت کیا گیا ہے۔ خود اسلام اسے جرم قرار دیتا ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ہم دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ ہندو دھرم۔ ہندو تمدن اور ہندو تہذیب میں نہ صرف اس واقعہ سے مشابہ۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ شرمناک تعلیم پائی جاتی ہے۔ اور وہ نیوگ کی تعلیم ہے۔

دوسرے مردوں سے تعلق پیدا کرنے کا حکم

دیانند جی بانی آریہ سماج رگوید کے ایک منتر کا ترجمہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ تب اپنی عورت کو اجازت دے۔ کہ اے نیک بخت اولاد کی خواہش کرنے والی عورت تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر۔ کیونکہ اب مجھ سے تو اولاد نہیں ہو سکے گی۔ تب عورت دوسرے کے ساتھ نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے۔ لیکن اس بیاہے عالی حوصلہ خاوند کی خدمت میں کمربستہ رہے۔" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۸)

اس کے ساتھ جب سوامی جی کے بیان کردہ وید کے اس حکم کو بھی پیش نظر رکھ لیا جائے۔ کہ

"اس منتر سے گیارھویں مرد تک عورت نیوگ کر سکتی ہے۔"

تو صاف ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ ہندو دھرم میں بقول بانی آریہ سماج یہ حکم موجود ہے۔ کہ خاوند اپنی بیوی کو دوسرے مردوں کے پاس بھیجے۔ اور ان سے تعلق پیدا کرنے کی خود تحریک کرے۔

عورت کو دوسرے مردوں سے تعلق پیدا کرنے کا حکم

لیکن بات یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی۔ عورت سے خاوند کی اجازت کی پابندی کو بھی دور کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ

"اگر بیاہا خاوند دھرم کی خاطر غیر ملک میں گیا ہو۔ تو بیاہی عورت آٹھ برس۔ اور اگر علم و نیک نامی کے لئے گیا ہو۔ تو چھ برس۔ اور دولت وغیرہ کے مقصد کے لئے گیا ہو۔ تو تین برس تک انتظار کر کے پھر نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے۔ جب شادی شدہ خاوند آئے۔ تب نیوگ شدہ خاوند سے قطع تعلق ہو جائے۔" (ستیارتھ پرکاش۔ صفحہ ۱۳۸)

خاوند کو چھوڑ کر دوسرے مردوں سے تعلق پیدا کرنے کا حکم

پھر یہی نہیں۔ کہ خاوند کی عدم موجودگی میں عورت کو اپنی مرضی کے مطابق غیر مردوں سے تعلق رکھنے کا حق دیا گیا ہے۔ بلکہ خاوند کی مرضی کے خلاف اور اسے چھوڑ کر بھی اس قسم کا تعلق پیدا کر لینے کا مجاز قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:۔

"اگر مرد نہایت تکلیف دہندہ ہو۔ تو عورت کو چاہیئے۔ کہ اس کو چھوڑ کر دوسرے مرد سے نیوگ کر۔ اولاد پیدا کر کے اسی بیاہے خاوند کے وارث اولاد کرے۔"

یہاں تک غیر مردوں سے تعلق پیدا کر لینے کا حکم دیتے ہوئے ایک بات کا خاص اہتمام کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ اور وہ "اولاد پیدا کرنا" ہے۔ اس سے خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ ویدک دھرم نے یہ سب کچھ اولاد کی خواہش رکھنے والی عورتوں کے لئے روا رکھا ہے۔ اگرچہ کوئی عصمت مآب عورت اور باغیرت مرد نہ اس قسم کی اولاد کو اپنی اولاد سمجھ سکتا ہے۔ اور نہ اس کے لئے تیار ہو سکتا ہے۔ لیکن ویدک دھرم نے ایسی حالت میں بھی جبکہ "عورت سے نہ رہا جائے" نیوگ کر لینے کا حکم دیا ہے۔ البتہ اسے یہ ہدایت کر دی ہے۔ کہ نیوگ کر کے اس کے لئے اولاد پیدا کر دے۔ یعنی اپنے نہ رہ سکنے کا بار خود نہ اٹھائے۔ بلکہ اس مرد کے سر ڈال دے جس نے اس کے نہ رہ سکنے کا علاج کیا۔

ویدک دھرمیوں سے گزارش

یہ ہے وہ شریعت۔ وہ تمدن۔ اور وہ تہذیب۔ جو ویدک دھرم کی مقدس مذہبی کتب میں پائی جاتی ہے۔ اور جس پر عمل کرنے کا حکم ویدک دھرمیوں کو دیا گیا ہے۔ کیا جو لوگ اس شریعت۔ اس تمدن اور اس تہذیب کے مالک ہوں۔ ان کا حق ہے۔ کہ اسلام کی پاکیزہ شریعت اسلام کے اعلیٰ تمدن اور اسلام کی بے عیب تہذیب کے متعلق زبان طعن دراز کریں۔ اور فتنہ انگیزی کی خاطر ایسی حرکات کو اسلام کی طرف منسوب کریں جن کا نہ صرف اسلام میں نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ بلکہ جنہیں اسلام جرم اور گناہ قرار دیتا ہے۔ ایسے لوگوں سے ہماری گزارش ہے کہ وہ اپنی مقدس مذہبی کتب کی ورق گردانی کرنے کی تکلیف گوارا کریں اور پھر اگر دنیا کو منہ دکھانے کے قابل رہیں۔ تو اپنی اس تہذیب و تمدن کی معقولیت ثابت کریں۔ جو انکی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ اور جس کا کسی قدر نمونہ ہم نے اس مضمون میں پیش کیا ہے۔

عدم تشدد کے دعویداروں کی تشدد پسندی

میدناپور کے حادثہ قتل کے متعلق گاندھی جی نے جو اظہار خیال کیا تھا۔ اسے بطور مثال پیش کرتے ہوئے ہم نے لکھا تھا۔

"نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ وہ لوگ جو تشدد پسندی کے خیالات پیدا کرنے کا موجب ہیں۔ یا تو اس قسم کے شرمناک حادثات پر خاموشی اختیار کر کے ایک رنگ میں ان کی حمایت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یا اگر کچھ کہتے ہیں تو دبی زبان سے اظہار ناپسندیدگی کرتے ہوئے ان افعال کی ذمہ داری حکومت پر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ یہ طریق عمل اس قسم کے افعال کے انسداد کا موجب نہیں بن سکتا۔ بلکہ ان میں اضافہ کا باعث ہو رہا ہے۔"

اسی سلسلہ میں ہم نے بتایا تھا۔ کہ

"گاندھی جی کے نزدیک بھی بے گناہ انسانوں کے خون سے ہندو نوجوانوں کا ہاتھ رنگنا اس لئے نہیں۔ کہ وہ اخلاق اور انسانیت کو بالائے طاق رکھ چکے ہیں۔ عدم تشدد کی بجائے تشدد کو اپنی کامیابی کا ذریعہ قرار دے چکے ہیں۔ بلکہ اس لئے ہے۔ کہ حکومت اپنی غلطیوں کی تلافی نہیں کرتی۔" (الفضل ۱۰ ستمبر)

۱۱ ستمبر کو کونسل آف سٹیٹ میں ہوم ممبر نے تقریر کرتے ہوئے جو کچھ کہا۔ اس میں ہماری مذکورہ بالا رائے کی حرف بحرف تصدیق کی۔ چنانچہ مسٹر برج ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے قتل کا ذکر کرتے ہوئے کہا:۔

"اڑھائی سال ہوئے انڈین نیشنل کانگرس نے ایک ریزولیوشن پاس کیا تھا جس میں اگرچہ سیاسی تشدد کی مذمت کی گئی تھی۔ مگر اس کے ساتھ ہی تین سیاسی قاتلوں کی جنہوں نے ایک نوجوان پولیس افسر کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ بہادری اور قربانی کی مدح سرائی کی گئی تھی۔ وہ ریزولیوشن قاتلوں کے ساتھ ہمدردی اور ان کی مدح سرائی کی وبا کے لئے سگنل تھا۔ اس کے بعد سیاسی قتلوں کی فہرست میں اضافہ ہوتا گیا ہیں اس امر کو نہیں بھول سکتا۔ کہ اس ریزولیوشن کو پیش کرنے والے گاندھی اور جواہر لال تھے۔ اب گاندھی نے اپنے بیان میں جہاں مسٹر برج کے قتل پر اظہار افسوس کیا ہے۔ وہاں یہ بھی کہا ہے۔ کہ ہندوستانیوں کے ساتھ گورنمنٹ کی بے انصافیاں بھی ایسے قتلوں کی ذمہ دار ہیں قتل کی دجوئی.. وضاحت کرنے اور قاتلوں سے ہمدردی کرنے میں گورنمنٹ چنداں فرق نہیں سمجھتی۔"

در اصل عدم تشدد کے دعویداروں کا یہی وہ طریق عمل ہے۔ جس کی وجہ سے سیاسی قتل کی وارداتوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اگر یہ لوگ حقیقی طور پر عدم تشدد کے حامی ہوں۔ تو کسی پہلو سے بھی تشدد پسندوں کی حمایت نہ کریں۔

احمدیت کے خلاف "سیاست" کا سلسلہ مضامین

(۶)

سید حبیب صاحب کی چوتھی دلیل کی حقیقت

جناب سید حبیب صاحب نے اپنے مضمون کی قسط ششم میں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدا اور فرزند خدا ہونے کے دعاوی پر بحث کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"خدا اور فرزند خدا ہونے کے متعلق آپ کے دعاوی ایسے ہیں۔ کہ ان کے خلاف اگر تفصیلی بحث کی جائے۔ تو یہ سلسلہ جاری رہ سکتا ہے۔ اس لئے کہ توحید باری تعالےٰ اسلام کا اصل الاصول ہے۔ اور قرآن پاک تولید و ولادت عز اسمہٗ کے خلاف دلائل سے بھرا پڑا ہے"

میں تبلا چکا ہوں۔ کہ سید صاحب نے حضرت اقدس علیہ السلام کی جن تحریرات اور الہامات پر بنیاد رکھ کر ان الزامات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان سے یہ نتیجہ نکالنا۔ کہ حضور نے خدا یا فرزند خدا ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ صحیح نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بالفاظ سید صاحب "مرزا صاحب کے عقیدت مند عوام کو مرزا صاحب کے ان دعاوی سے آگاہ نہیں کرتے" کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہ یہ دعاوی تھے۔ اور نہ ہی آپ نے اپنے متبعین کو یہ تعلیم دی۔

خود ساختہ تاویل پر جرح

سید صاحب ہماری طرف سے ان دعاوی کی خود ہی ایک تاویل پیش کر کے اس پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"برادرانِ قادیان کہیں گے۔ اور اس کے سوا اور وہ کہہ بھی کیا سکتے ہیں۔ کہ یہ باتیں راز و نیاز کی ہیں۔ جو شخص فنا فی اللہ ہو چکا۔ وہ خود کو فرزند خدا سمجھنے لگے۔ تو کیا۔ لیکن یہ شریعت نہیں ---

--- قرآن کریم کی تعلیم کی رو سے ایسا دعوےٰ خارج از اسلام ہے۔

------- آریوں یہودیوں عیسائیوں سے بھی پوچھ لیجئے۔ وہ کہیں گے۔" ابتدا میں کلام تھا۔ کلام خدا کے ساتھ تھا۔ کلام خدا تھا" ایک پاکیزہ تثلیث ہے جس میں تولید و ولادت کی آلائش کا ذکر نہیں لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ اسی کلام کو کلمہ کہہ کر وہ مسیح کا نام دیتے ہیں۔ اور مسیح کو خدا کا فرزند مانتے ہیں۔ اور یوں محولہ بالا اصل باپ بیٹا اور روح القدس کی تثلیث میں تبدیل ہو جاتا ہے"

اور اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو نہایت وضاحت سے یہ حکم دیا ہے کہ وہ ہرگز یہ نہ کہیں کہ "خدا تین میں سے ایک ہے" اور قل شریف میں لم یلد و لم یولد کا کلیہ بیان کرنا ایسے عقائد باطلہ کی ترویج کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کلیۃً بند کر دیا ہے۔ - - - - - - -

اسلام کے اس عقیدہ نے مسیحیت پر فتح پائی۔ مگر مرزا صاحب پھر مسیحی عقیدہ کی طرف لوٹ گئے۔ جو از بس اندوہناک ہے۔ کہا جائے گا۔ کہ مرزا صاحب کو خدا کے فرزند ہونے کا جو دعویٰ ہے۔ وہ معنوی ہے۔ نہ کہ جسمانی۔ بالفرض اگر اس توضیح کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو بھی یہ ماننا پڑے گا۔ کہ عیسائی بھی یہ نہیں کہتے۔ کہ خدانخواستہ حضرت مریم اور خداوند تعالےٰ میں جسمانی لحاظ سے زن و شوہر کے تعلقات تھے۔ جس سے حضرت مسیح پیدا ہوئے۔ اور اگر عیسائیوں کے اس دعوے کو خداوند اسلام نے گوارا نہیں کیا۔ کہ معنوی لحاظ سے عیسیٰ خدا کے بیٹے تھے۔ تو مرزا صاحب کے معاملہ میں کیوں اس کلیہ سے ایک استثنا کو جائز رکھا جائے" سید صاحب نے مندرجہ بالا تحریر میں مسیحی عقیدہ تثلیث اور اسلامی مسئلہ توحید کی جو تشریح کی ہے وہ آپ کی دونوں مذاہب کے عقائد سے ناواقفیت کا آئینہ ہے۔ مگر باوجود اس کے سید صاحب کو اپنے مضامین کے تحقیقی ہونے پر از حد فخر ہے۔ اور آپ کے "قارئین کرام" اور "احباب" بھی اسی غلط فہمی کا شکار ہیں۔ ؎

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا کارِ طفلاں تمام خواہد شد

استعارۃً ابن اللہ کہنے اور عیسائیوں کے عقیدہ ابن اللہ میں فرق

سید صاحب کا یہ ارشاد کہ قرآن مجید اور اسلام کی رو سے مقربان بارگاہ ایزدی کو استعارۃً فرزندانِ خدا کہنا ناجائز ہے صحیح نہیں۔ میں دلائل سے ثابت کر چکا ہوں۔ کہ صحائف آسمانی میں انبیاء اور اولیاء اللہ کو فرزندان خدا بمعنی محبوبانِ خدا کہا گیا ہے۔ اور مسیحی عقیدہ تثلیث اس سے بالکل جدا ہے۔ عیسائی حضرات ہرگز حضرت مسیح علیہ السلام کو ابن اللہ مجازاً یعنے محبوب خدا کے معنوں میں نہیں مانتے۔ بلکہ وہ ان کو حقیقتاً ابن اللہ کہتے ہیں کیونکہ اگر وہ انہی معنوں سے حضرت مسیح علیہ السلام کو ابن اللہ کہیں تو دیگر انبیاء اور حضرت مسیح علیہ السلام میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ اور اہل اسلام کے ساتھ تو ان کے جھگڑے کی بنیاد ہی یہی ہے کہ وہ بائیبل کے محاورہ ابن اللہ کو دوسرے انبیاء علیہم السلام کے حق میں مجازی یعنے محبوب خدا کے معنوں میں لیتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے اس محاورہ کو حقیقی معنوں میں لیتے ہیں اگر وہ اس امتیاز کو چھوڑ دیں۔ تو ان کے ساتھ ہمارا کوئی جھگڑا باقی نہیں رہ جاتا۔ چنانچہ اس تحریری مباحثہ کے دوران میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پادری عبد اللہ آتھم کے مابین ماہ مئی ۱۸۹۳ء میں مسئلہ الوہیت مسیح پر بمقام امرتسر ہوا۔ اور جو "جنگ مقدس" کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہو چکا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الوہیت مسیح کے متعلق سوال کرتے ہوئے رقم فرمایا۔

"اگر بائیبل کے وہ تمام انبیاء اور صلحاء جن کی نسبت بائیبل میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کے بیٹے تھے۔ یا خدا تھے حقیقی معنوں پر حمل کر لئے جائیں۔ تو بے شک اس صورت میں ہمیں اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ خدا تعالےٰ کی عادت ہے۔ کہ وہ بیٹے بھی بھیجا کرتا ہے۔ بلکہ بیٹے کیا کبھی کبھی بیٹیاں بھی۔ اور بظاہر یہ دلیل تو عمدہ ہوتی ہے۔ اگر حضرات عیسائی صاحبان اس کو پسند فرمائیں اور کوئی اس کو توڑ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ حقیقی غیر حقیقی کا تو وہاں کوئی ذکر ہی نہیں۔ جبکہ بیس کو تو پوٹھا ہی لکھ دیا۔ یہاں اسی صورت میں بیٹیوں کی میزان بہت بڑھ جائے گی" (جنگ مقدس ۹)

عیسائیوں کے عقیدۂ ابن اللہ کی تشریح

اس کا پادری آتھم صاحب نے جواب دیتے ہوئے لکھا

"لفظ بیٹے اور پوٹھے کا بائیبل میں دو طرح پر بیان ہوا ہے یعنی ایک تو یہ کہ وہ یک تن ساتھ خدا کے ہو۔ دوم یہ کہ یک من ساتھ رضاء الٰہی کے ہو۔ یک تن وہ ہے۔ جو ماہیت میں واحد ہو۔ اور یک من وہ ہے۔ جو ماہیت کا شریک نہیں۔ بلکہ رضا کا شریک ہو کسی نبی کے بارہ میں بائیبل میں یہ لکھا ہے۔ کہ اے تلوار میرے چرواہے۔ اور ہمتا پر اٹھ (زکریا ۱۳-۷) اور پھر کس کے بارے میں ایسا لکھا ہے۔ کہ تخت داؤدی پر یہوواہ صدقنو آدیگا (یرمیاہ) اور کس نے یہ کہا۔ کہ میں الفا اور او میگا قادر مطلق خداوند ہوں۔ اور کس کے بارہ میں یہ لکھا گیا۔ کہ میں جو حکمت ہوں۔ قدیم سے خدا کے ساتھ رہتی تھی۔ اور میرے وسیلہ سے یہ ساری خلقت ہوئی۔ اور یہ کہ جو کچھ خلقت کا ظہور ہے۔ اسی کے وسیلہ سے ہے۔ خدا باپ کو کسی نے نہیں دیکھا۔ لیکن اکلوتے (خدا) نے اسے ظاہر کر دیا۔ (یوحنا ۱-۸) اب اس پر انصاف کیجئے۔ کہ یہ الفاظ متعلق یک تن کے ہیں۔ یا یک من کے" (جنگ مقدس ۱۱-۱۲)

گویا عیسائیوں کے نزدیک دیگر انبیاء کے متعلق ابن اللہ کا

لفظ یک من کے معنوں میں آیا ہے۔ یعنی یہ کہ وہ اپنے ارادوں کو کلیتہً خدا کے ارادہ کے ماتحت کر دیتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے یہ لفظ یک تن کے معنوں میں آیا ہے۔ یعنی یہ کہ خدا کی ماہیت اور مسیح کی ماہیت ایک ہی ہے۔ ماہیت کے ایک ہونے سے مراد یہ ہے۔ کہ برخلاف دیگر اشیاء کے جو ارادۂ الٰہی سے صادر ہوتی ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام خود ذات باری تعالےٰ سے صادر ہوئے۔ اقانیم کی تقسیم سے بھی یہی مراد ہے۔ چنانچہ پادری عبد الحق صاحب اپنے رسالہ اثبات التثلیث فی التوحید صہ۱ میں لکھتے ہیں۔

"اقنوم اول اس لئے باپ ہے۔ کہ اقنوم ثانی یعنے کلام اس سے صادر ہوا۔ اسی لئے اقنوم ثانی مولود اور اکلوتا بیٹا کہلاتا ہے۔ اور اقنوم ثالث باپ اور بیٹے کی روح"

پھر اسی کتاب کے صہ۲۷ میں لکھتے ہیں۔

"اقنوم اول مصدر ہونے کی وجہ سے باپ ہے۔ اقنوم ثانی اس سے صدور کی وجہ سے بیٹا ہے۔ لیکن یہ صدور ازلی اور بطون ذات میں ہے"۔

پادری ٹامس ہاول صاحب ایم اے اپنی کتاب تشریح التثلیث صہ۵ میں لکھتے ہیں۔

"تیسرا امر الوہیت کے اقنوم ثانی کی نسبت جسے خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ یہ ہے۔ کہ جیسے کتب مقدسہ کے مضامین سے باپ بیٹے کا ایک ذات سے ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ویسے ہی یہ بھی پایا جاتا ہے کہ بیٹے کا تولد باپ سے خاص طور کا ہے۔ . . . وہ ایسا متولد ہے۔ کہ باپ کی ذات سے اسے اتحاد کلی ہے یعنی باپ اور وہ دونوں ایسے متحد الذات ہیں۔ کہ ایک کو دوسرے کے بغیر ہم تصور نہیں کر سکتے۔ نہ یہ بات ہے۔ کہ ان میں ایک کسی وقت میں موجود ہوا۔ اور دوسرا اس وقت نہ ہوا۔ وہ ازلی و ابدی متولد ہے۔ نہ بالفعل باپ سے جدا ہے۔ نہ کسی زمانہ ماضی میں جدا ہو سکتا تھا۔ جیسے درخت کی شاخ کا وجود جڑ سے ہے۔ اور وہ اس سے جڑی ہوئی ہوتی ہے۔ یا جیسے نہر کسی چشمہ یا دریا سے نکلتی ہے اور اسی پر اس کا وجود ہوتا ہے۔ پھر بھی اس سے جدا نہیں ہوتی کہ ایسے ہی اقنوم ثانی ابد سے خدا سے ہے۔ اور اس سے جدا بھی نہیں ہے۔ نہر کا چشمہ سے جاری رہنا لامحالہ چشمے پر موقوف ہے۔ ایسا ہی حال روشنی کی شعاعوں کا سورج سے ہے۔ سورج کا تصور ہم نہیں کر سکتے۔ اگر اس کی روشنی ہم تک نہیں پہنچتی۔ جیسے روشنی کا وجود سورج کی ذات سے ہے۔ ایسے ہی مسیح کا وجود باعتبار ابن اللہ ہونے کے قدیم سے ہے۔ یا بمحاورہ دیگر یہ کہنا چاہیئے۔ کہ مسیح چونکہ ابن اللہ ہے۔ الوہیت میں ہمیشہ سے موجود ہے۔ کیونکہ الوہیت میں تین رشتے یا تین شخصیتیں ہمیشہ سے ہیں"۔

پھر اسی کتاب کے صہ۵۹ میں لکھتے ہیں۔

"ہم ہرگز یہ تصور نہیں کر سکتے۔ کہ وحدت الٰہی مستلزم تعداد اور کثرت کو ہے۔ بلکہ یہ وحدت بیٹے اور باپ کی ایسی ہے۔ کہ ماہیت کے اعتبار سے کبھی اس میں انفصال نہیں ہوا۔ اور نہ ممکن ہے"۔

نیز صہ۵۹ میں لکھتے ہیں۔

"خدا کے بیٹے کا لفظ ضرور مستلزم اس امر کو ہے۔ کہ وہ متولد ہے۔ بلکہ یہ کہنا بہتر ہے کہ وہ ہمیشہ متولد ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسی نور کی شعاعیں۔ کہ ہمیشہ اپنے مرکز سورج سے نکلتی رہتی ہیں۔ بیٹے کا وجود ہمیشہ سے خدا باپ کی ماہیت میں سے ہے"

پہلا فرق

مذکورہ بالا حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ مسیحی عقیدۂ تثلیث کی رو سے حضرت مسیح علیہ السلام کے فرزند خدا ہونے سے مراد یہ ہے۔ کہ وہ خدا کے ساتھ متحد فی الذات والماہیت ہیں۔ لیکن دوسرے انبیاء کے حق میں اس اصطلاح کے استعمال سے مراد یہ ہے۔ کہ وہ خدا کے محبوب ہیں۔ اور یہ پہلا اصولی فرق ہے۔

دوسرا فرق

دوسرا فرق یہ ہے۔ کہ مسیحی عقیدۂ تثلیث کی رو سے یہ ضروری ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو ان صفات میں جو لازمۂ الوہیت ہیں۔ خدا کا شریک یقین کیا جائے۔ مثلاً ازلی ہونا (جیسا کہ یوحنا باب اول کی آیت "ابتداء میں کلام تھا۔ کلام خدا کے ساتھ تھا۔ کلام خدا تھا۔" سے عیسائی حضرات یہ استدلال کرتے ہیں) قادر مطلق ہونا۔ خالق ہونا۔ حاضر ناظر ہونا۔ مالک ہونا مختار ہونا معبود ہونا غفور ہونا۔ عالم کل ہونا وغیرہ (جنگ مقدس صہ۲۱۲ تا صہ۲۴۵ و دعا عمیم صہ۲۲ تا ۲۷)

پس یہ بے شک درست ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو عیسائی حضرات ان معنوں میں خدا کا بیٹا نہیں مانتے۔ کہ نعوذ باللہ حضرت مریمؑ اور خدا میں جسمانی لحاظ سے زن و شوہر کے تعلقات تھے۔ بلکہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کی معنوی ابنیت مراد لیتے ہیں اور اسی طرح ہم بھی انبیاء اور اولیاء اللہ کی معنوی ابنیت کے قائل ہیں۔ مگر ہمارے نزدیک اس کے معنی محبوب خدا کے ہیں۔ اور عیسائی حضرات کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام خدا تعالےٰ کی ماہیت اور ذات میں متحد اور صفات میں شریک ہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ان دونوں عقیدوں میں بعد المشرقین ہے۔ اور قرآن مجید میں جو یہ فرمایا۔ کہ "یہ مت کہو۔ کہ خدا تین میں سے ایک ہے"۔ اس میں صرف مذکورہ بالا عقیدۂ اقانیم کی تردید کی گئی ہے نہ کہ انبیاء اور اولیاء اللہ کو محبوبان خدا کے معنوں میں اطفال اللہ کہنے کی

اس تفصیل کو پڑھ کر امید ہے۔ کہ سید صاحب اس بین فرق کو محسوس کر لیں گے۔ جو ان دونوں عقائد میں ہے۔

ابن اللہ کے متعلق ایک اور غلط استدلال

اس کے بعد سید صاحب نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقی طور پر ابن اللہ یعنے خدا کے نطفہ سے پیدا ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں ولادت حقیقی کا پہلا مرحلہ یعنے حیض ثابت کرنے کے لئے تتمہ حقیقۃ الوحی صہ۱۴۳ کا مندرجہ ذیل حوالہ نقل کیا ہے۔

(۱) "بابو الٰہی بخش چاہتا ہے۔ کہ تیرا حیض دیکھے۔ یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خدا تعالےٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا۔ جو متواتر ہوں گے۔ اور تجھ میں حیض نہیں۔ بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے۔ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔"

سید صاحب کا یہ استدلال اپنی شان میں بالکل نرالا ہے۔ کیونکہ آپ اس حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حیض ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اس جگہ نفی کی گئی ہے۔

یہ عبارت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک عربی الہام یریدون ان یروا طمثک الخ کا ترجمہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ آپ کا ایک معاند آپ کے نقائص اور عیوب کی تلاش میں ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ میں تجھ پر اپنے انعامات کثیرہ کی بارش نازل کروں گا۔ اور تجھ میں حیض اور ناپاکی نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے۔ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔ اس سے آگے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی جو تشریح بیان فرمائی ہے۔ اس سے سید صاحب کے استدلال کا تمام تار و پود بکھر جاتا ہے۔ سید صاحب نے چونکہ یہ حوالہ اصل کتاب میں نہیں دیکھا۔ بلکہ "عشرہ کاملہ" سے نقل ہے۔ اس لئے آپ اس سے اگلی عبارت پر جس سے اس کا مطلب بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ غور نہیں فرما سکے۔

الہام کی تشریح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

"یعنی حیض ایک ناپاک چیز ہے۔ مگر بچہ کا جسم اسی سے تیار ہوتا ہے۔ اسی طرح جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے۔ تو جس قدر فطرتی ناپاکی اور گند ہوتا ہے۔ جو انسان کی فطرت کو لگا ہوا ہوتا ہے۔ اسی سے ایک روحانی جسم تیار ہوتا ہے یہی طمث انسانی ترقیات کا نتیجہ ہے۔ اسی بنا پر صوفیاء کا قول ہے۔ اگر گناہ نہ ہوتا۔ تو انسان کوئی ترقی نہ کر سکتا۔ آدم کی ترقیات کا بھی یہی موجب ہوا۔ اسی وجہ سے ہر ایک نبی مخفی کمزوریوں پر نظر کر کے استغفار میں مشغول رہا ہے۔ اور وہی خوف ترقیات کا موجب ہوتا رہا ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین پس ہر ایک ابن آدم اپنے اندر ایک حیض کی ناپاکی رکھتا ہے مگر وہ جو سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ وہی حیض اس کا ایک پاک لڑکے کا جسم تیار کر دیتا ہے۔ اسی بناء پر خدا میں فانی ہونے والے اطفال اللہ کہلاتے ہیں لیکن یہ نہیں۔ کہ وہ خدا کے

در حقیقت بیٹے ہیں" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۳ و صفحہ ۱۴۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تشریح سے ظاہر ہے۔ کہ اس الہام میں مراتب سلوک کے ایک اعلیٰ مرتبہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اگر آپ نے اس عبارت میں یہ تحریر فرمایا ہوتا کہ مجھے حیض آتا ہے۔ تب بھی کوئی عقلمند سیاق و سباقِ کلام پر نظر کرتے ہوئے اسے حقیقت پر محمول نہ کرتا۔ کیونکہ صاف ظاہر ہے۔ کہ اس میں تصوف کا ایک روحانی مسئلہ بیان کیا گیا ہے اور حقیقی حیض کو اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اور یہاں تو اس کے بالکل برعکس حضور ؑ کا الہام یہ ہے۔ کہ دشمن اس تلاش میں ہے۔ کہ تجھ میں حیض یعنے ناپاکی اور گند دیکھے لیکن تجھ میں حیض نہیں" گویا آپ کی ذات سے حیض کی نفی کی گئی ہے۔ مگر سید صاحب ہیں۔ کہ "عشرہ کاملہ" کے مصنف کی تقلید میں اسے ولادت حقیقی کا پہلا مرتبہ قرار دے کر اپنی سخن فہمی کا ثبوت پیش کر رہے ہیں ؛

پہلے مفسرین کے حوالے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس الہام کے متعلق جوابات بیان فرمائی ہے۔ وہی پہلے اولیاءِ امت بھی لکھتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ تفسیر روح البیان جلد ۱ صفحہ ۲۳۶ میں لکھا ہے :۔

"کما ان للنساء محیضا فی الظاھر وھو سبب نقصان ایمانھن لمنعھن عن الصلوٰۃ والصوم فکذلک للرجال محیض فی الباطن وھو سبب نقصان ایمانھم لمنعھم عن حقیقۃ الصلوٰۃ"

یعنے جس طرح عورتوں کے لئے ظاہری حیض ہوتا ہے۔ اور وہ ان کے ایمان میں کمی کا موجب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ان کو نماز اور روزہ سے روک دیتا ہے۔ اسی طرح مردوں کو بھی ایک باطنی حیض آتا ہے۔ جو ان کے ایمان کی کمی کا باعث ہوتا ہے کیونکہ وہ ان کو حقیقت نماز سے روک دیتا ہے ؛

اسی طرح شیخ فرید الدین عطار ؒ فرماتے ہیں :۔

"جیسے عورتوں کو حیض آتا ہے۔ ایسا ہی ارادت کے راستہ میں مریدوں کو حیض آتا ہے۔ اور مرید کے راستہ میں جو حیض آتا ہے۔ تو وہ گفتار سے آتا ہے۔ اور کوئی مرید ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ اس حیض میں ہی پڑا رہتا ہے۔ اور کبھی اس سے پاک نہیں ہوتا۔ اور ایسا آدمی بھی ہوتا ہے۔ کہ اس کو حیض نہیں آتا ہمیشہ پاکی میں رہتا ہے" ؛ (تذکرۃ الاولیاء ذکر ابوبکر واسطی)

پس راہ سلوک میں مجازی حیض کا آنا سالکان راہِ ہدیٰ کو مسلم ہے ؛

خاکسار علی محمد اجمیری قادیان

تاریخ اسلام

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خصائل اور اوصاف

ذی النورین کہنے کی وجہ

پیشتر ازیں یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذی النورین کہا جاتا ہے۔ مورخین کا اس لقب سے ملقب کئے جانے کی وجہ بیان کرنے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ذی النورین آپ کو اس لئے کہا جاتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بیٹیاں رقیہ رض اور ام کلثوم یکے بعد دیگرے آپ کے عقد میں آئیں۔ بعض کے نزدیک کثرتِ شب بیداری اور کثرت سے روزے رکھنے کے باعث آپ کا یہ لقب ہوا۔ کیونکہ روزہ و نماز دو نور ہیں۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ چونکہ آپ کا نسب نامہ دونوں جانب سے یعنی پدری اور مادری سلسلہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ اس لئے آپ کو ذی النورین کہا جاتا ہے مگر زیادہ صحیح پہلی وجہ سمجھی جاتی ہے۔

سیاست مدن میں ملکۂ تامہ

کتب سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جہاں اور بہت سے فضائل تھے۔ وہاں امور سیاست میں بھی آپ کو ملکۂ تامہ حاصل تھا۔ علاماتِ حرم کی تجدید جدہ کو ساحل بحر مقرر کرنا۔ امت محمدیہ کو ایک مصحف پر متفق کرنا مسجد نبوی ؐ کی تعمیر اور اس کو پختہ بنوانا۔ وظائف۔ کپڑے گھی اور شہد تقسیم کرنے کے دن مقرر کرنا وغیرہا بیسیوں امور آپ کی قوت فکر کا نتیجہ ہیں۔ فتح افریقہ کا جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قصد فرمایا۔ تو آپ نے بعض مصالح کے پیش نظر عمرو بن العاص کو معزول کر کے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو مصر کا والی قرار دے کر افریقہ روانہ کیا۔ کچھ لوگوں نے اس عزل و نصب کو محل اعتراض قرار دیا۔ مگر آپ کی اس رائے کے صائب ہونے کا نتیجہ۔ جب افریقہ و اندلس کے فتح ہونے کی صورت میں نکلا۔ تو لوگوں نے محسوس کیا کہ آپ نے جو کچھ کیا۔ حالات کے لحاظ سے وہی مناسب تھا۔ آپ ہی کے عہد سعادت مہد میں جمعہ کے روز دو اذانیں ہونے لگیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے وقت ایک ہی اذان ہوا کرتی تھی۔ اور وہ بھی اس وقت جبکہ امام ممبر پر خطبہ پڑھنے کے لئے بیٹھ جاتا۔ لیکن جب لوگوں کی کثرت ہوگئی تو آپ نے اذان ثانی کا حکم دیا۔ جس پر امت محمدیہ اب تک عمل کرتی آ رہی ہے۔

طہارت کے باب میں اہتمام

طہارت کے باب میں بھی آپ کو خاص اہتمام تھا۔ حمران بن ابان روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ روزانہ غسل کیا کرتے۔ کبھی آپ نے ایک وضو سے دو نمازیں ادا نہیں فرمائیں۔ بلکہ ہر نماز کے وقت تازہ وضو کرتے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تازہ وضو سے نماز پڑھنے کی بہت فضیلت بیان فرمائی ہے۔ علاوہ ازیں آپ ہر وقت باوضو رہتے ؛

تلاوت قرآن

قرآن مجید کی تلاوت آپ بکثرت فرمایا کرتے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے۔ کہ قرآن مجید سے آپ کو عشق تھا۔ آپ کا طریق تلاوت یہ تھا۔ کہ رات کو نوافل میں زبانی جو حصہ یاد ہوتا پڑھتے اور دن کو قرآن مجید دیکھ کر پڑھتے۔ اور فرمایا کرتے قرآن مجید اس خدا کا کلام ہے۔ جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ احکام شاہی کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ تاکہ انسان کسی غفلت کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کا مورد نہ بن جائے۔

حج و عمرہ کی تعداد

مورخین نے آپ کے حج و عمرہ کی تعداد دس تک لکھی ہے۔

خشیت الٰہی

آپ کے قلب پر خشیت الٰہی پورے طور پر حاوی تھی مشکوٰۃ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے۔ تو آپ پر اس قدر خوف الٰہی طاری ہوتا۔ کہ رونے لگتے۔ یہاں تک کہ آپ کی ریش مبارک تر ہو جاتی۔ کسی نے آپ سے پوچھا۔ کہ دوزخ کا جب آپ کے سامنے ذکر ہوتا ہے۔ تو آپ نہیں روتے۔ مگر قبر کو دیکھ کر آپ کے آنسو بہ پڑتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس لئے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قبر سفر آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر اس منزل سے بآسانی نجات پالی۔ تو پھر دیگر منازل سب آسان ہو جائیں گی۔ اور اگر اسی منزل میں مشکلات سے دو چار ہونا پڑا۔ تو آئندہ دشوار گزار منازل کا عبور کرنا محال ہوگا ؛

صبر و استقلال

صبر و استقلال آپ کے اندر بے حد تھا۔ محاصرہ کے وقت آپ کے خدام نے چاہا بھی کہ باہر نکل کر دشمنوں کی مدافعت کریں۔ مگر آپ نے انہیں ایسا کرنے سے باز رکھا بعض مورخین لکھتے ہیں۔ کہ دو وصف حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ ایک صبر اور دوسرے امت محمدیہ کو ایک قرآن مجید پر جمع کر دینا۔ علاوہ ازیں شفقت اور حسن معاشرت کے بھی آپ مجسمہ تھے عیوب سے چشم پوشی کرتے۔ اور عفو کو بہت پسند فرماتے ؛

کرامات

آپ کی کرامات بھی بہت سی مشہور ہیں۔ حضرت نافعؒ روایت کرتے ہیں۔ کہ جہجاہ غفاری نے آپ کے ہاتھ سے عصائے مبارک چھین کر نہایت بے ادبی اور گستاخی سے اپنے گھٹنے سے دبا کر اسے توڑ ڈالا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ سزا دی کہ اس کے پاؤں میں زخم ہو گیا۔ کیڑے پڑ گئے اور پھر زخم نے اندر ہی اندر اس قدر سرائت کی کہ سارا بدن سڑ گل گیا۔

ابو قلابہ روایت کرتے ہیں کہ میں شام کے علاقہ میں ایک مکان میں مقیم تھا۔ اچانک ایک شخص کے روتے پیٹنے کی آواز میرے کان میں آئی۔ وہ چلا رہا تھا۔ ہائے آگ ہائے آگ۔ یہ آواز سن کر میں اس طرف کو دوڑا اور دیکھا کہ ایک مکان میں ایک اندھا آدمی اوندھے موتہہ زمین پر پڑا ہے۔ دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا۔ تجھے کیا ہوا وہ کہنے لگا۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں۔ جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا اور آپ کے قتل میں شریک ہوئے۔ جب میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کے لئے آپ کے قریب پہنچا۔ تو آپ کی اہلیہ نے شور و غل مچایا۔ میں نے ایک طمانچہ ان کے منہہ پر مارا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھ کر کہا۔ خدا تیرے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹے۔ آنکھوں سے اندھا کرے اور آگ میں ڈالے۔ اس کا یہ نتیجہ ہے کہ میرے ہاتھ پاؤں کٹ گئے۔ آنکھوں سے اندھا ہو گیا۔ اب صرف آگ میں جلنا باقی ہے۔ یزید بن حبیبؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ مجھے تحقیق کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ جو لوگ حضرت عثمانؓ کے محاصرہ میں شریک اور آپ کے قتل میں شامل تھے۔ ان میں سے اکثر دیوانہ ہو کر مرے۔

ایک دفعہ آپ حشِ کوکب (یہ ایک باغیچہ ہے) میں داخل ہوئے اور فرمایا عنقریب یہاں ایک مردِ صالح دفن ہوگا۔ چنانچہ سب سے پہلے آپ ہی وہاں مدفون ہوئے۔

ایک دن کوئی شخص کسی عورت کو بدی کی نگاہ سے دیکھنے کے بعد آپ کی مجلس میں آیا۔ آپ نے فرمایا۔ افسوس میرے پاس ایسے لوگ آتے ہیں جن کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہوتا ہے۔ اس شخص نے تعجب سے پوچھا۔ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ مسلمان نور فراست سے پہچان لیتا ہے۔

کلمات حکمت

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عہد خلافت میں اکثر اوقات وعظ فرماتے نکات دقیقہ اور معارفِ قرآنیہ بیان فرماتے۔ اخلاقی امور کے نگہداشت کی تاکید فرماتے آپ کے بہت سے کلمات حکمت مشہور ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں۔

تاجروا اللہ تربحوا۔ اللہ تعالیٰ سے تجارت کرو فائدہ اٹھاؤ گے یا دروا آجالکم بخیر ما تقدرون موت آنے سے پہلے پہلے وہ تمام نیک اعمال کر لو جن پر مقدرت رکھتے ہو۔ العبودیۃ محافظۃ الحدود والوفاء بالعہود والرضاء بالموجود والصبر من المفقود حدود شرعیہ کی محافظت کرنا۔ عہود کو پورا کرنا۔ موجودہ پر راضی رہنا۔ جو گم ہو جائے یا پاس نہ ہو اس پر صبر کرنا یہی عبودیت ہے۔ الا انما الدنیا طویت علی الغرور فلا تغرنکم الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور۔ ہوشیار رہو کہ دنیا کا دارومدار محض دھوکے پر ہے۔ تمہیں دنیا فریب نہ دے۔ اور نہ خدا تعالیٰ سے تمہیں شیطان بہکائے۔ ھم الدنیا ظلمۃ وھم الاخرۃ نور۔ دنیا کا غم دل کو تیرہ و تار کرتا ہے۔ مگر آخرت کی فکر اور غم دل کو منور کرتی ہے۔ الھدیۃ من العامل اذا عزل کالھدیۃ منہ اذا عمل۔ معزول عامل و حاکم سے ہدیہ قبول کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ اس کی حکومت کے وقت کا ہدیہ قبول کیا جائے۔ کیونکہ اس کی کمائی اکثر ناجائز ہوتی ہے۔ خیر الناس من عصم واعتصم بکتاب اللہ لوگوں میں سے بہترین شخص وہ ہے۔ جو خود بُرے کاموں سے بچے۔ اور اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل پیرا ہو۔ من علامات العارف ان یکون قلبہ مع الخوف والرجاء ولسانہ مع الحمد والثناء وعیناہ من الحیاء والبکاء وارادتہ مع الترک والرضاء۔ عارف کی علامات میں سے یہ ہے۔ کہ اس کے دل میں خوف اور امید ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا خوف اور اس کی رحمت کی امید ہو۔ آنکھوں میں حیا ہو۔ اور اس سے آنسو جاری رہیں۔ اور اس کا ارادہ خدا کی رضا کے تابع ہو۔ یعنی وہ جو کام کرے۔ یا چھوڑے اس میں محض اللہ تعالیٰ کی رضا مد نظر رہے۔ من علامات المتقی انہ یری الناس قد نجوا ویری نفسہ قد ھلکت متقی کی یہ علامت ہے۔ کہ وہ دوسرے لوگوں کے متعلق یہ خیال کرتا ہے۔ کہ وہ نجات پا گئے مگر اپنے متعلق اسے ہمیشہ خدشہ رہتا ہے۔ من اضیع الاشیاء عمر طویل لا یتزود صاحبہ لسفر الاخرۃ جسے اللہ تعالیٰ نے دراز عمر عطا فرمائی۔ مگر باوجود اس نے آخرت کے سفر کے لئے کچھ جمع نہ کیا۔ اس نے بھاری چیز ضائع کر دی۔ من کانت الدنیا سجنہ فالقبر لہ جنۃ جسکی دنیا قید خانہ کی طرح گزری۔ اسکو قبر میں راحت و آرام ملے گا۔ لو طھرت قلوبکم ما شبعت من کلام اللہ اگر تمہارے دل پاک و صاف ہو جائیں۔ تو وہ کلام الٰہی سے ہرگز سیر نہ ہوں۔

اولیات

حضرت عثمانؓ کی بعض اولیات بھی ہیں۔ مثلاً آپ نے ہی اپنے عہدِ خلافت میں مواضع و زمین کا بطور جاگیر دینا مقرر فرمایا۔ آپ سے پہلے یہ دستور نہیں تھا۔ آپ کے زمانہ میں جانوروں کے واسطے علیحدہ چراگاہیں متعین ہوئیں۔ پختہ مسجدیں بنانا۔ اور ان کی مناسب آرائش کرنا آپ ہی کے عہد میں ہوا۔ مؤذن کی تنخواہ مقرر فرمائی۔ مالدار صاحب نصاب اشخاص کو حکم دیا۔ کہ وہ بطور خود زکوٰۃ ادا کیا کریں۔ آپ سے پہلے ؎ زکوٰۃ لینے والے مقرر تھے۔ آپ کے عہد میں کوتوال مقرر ہوئے۔ مسجد میں حجرہ بنانے کی ابتداء آپ ہی سے ہوئی۔

تحقیق الادیان

عقیدہ تناسخ کے کچھ اور نقائص

مکرمی چوہدری نعمت اللہ صاحب گوہر بی۔ اے نے اپنے فاضلانہ مضمون مندرجہ الفضل ۱۰ر ستمبر میں مسئلہ تناسخ کے چند اہم نقائص بیان فرمائے ہیں۔ اس سلسلہ میں چند اور نقائص بھی جن کا تعلق بدیہیات سے ہے۔ ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں

۱۔ روشنی کے موجودہ زمانہ میں ہندو فلسفہ نے جو اندھیر مچا رکھا ہے۔ اس کی واضح مثالوں میں سے ایک تناسخ بھی ہے اس سے عجیب تر بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا ہندو فاضل بھی آج تک اس عقیدہ کو بدلائل ثابت نہ کر سکا۔ اور نہ کر سکتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ جو کچھ اس مسئلہ کی تائید میں کہتے ہیں۔ یہی ہے کہ دنیا میں اختلاف پایا جاتا ہے اور اس کا باعث تناسخ ہے۔ مگر یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ رات کے وقت کسی شخص کو سڑک پر دوڑتا ہوا دیکھ کر کہدیں۔ کہ یہ چور ہے۔ ورنہ اس اندھیری رات میں جبکہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں آرام کی نیند سو رہے ہیں۔ اسے باہر نکلنے کی کیا ضرورت تھی۔ حالانکہ ہو سکتا ہے کہ اس شخص کا کوئی عزیز بیمار ہو اور وہ طبی امداد کے حصول کے لئے باہر نکلا ہو۔ پس محض اہل عالم میں اختلاف تناسخ کو ثابت نہیں کر سکتا جب تک یہ بات ثابت نہ کی جائے کہ اس اختلاف کا باعث صرف تناسخ ہی ہو سکتا ہے لیکن یہ ثابت کرنا ہندوؤں کے بس کا روگ نہیں۔

اس کے علاوہ ہندو اخبار ایک اور قسم کا ثبوت بھی کبھی کبھی پیش کیا کرتے ہیں۔ جس کی لغویت محتاج بیان نہیں۔ مثلاً فلاں لڑکی کو اپنی گذشتہ زندگی کے واقعات یاد ہیں۔ فلاں شخص جانتا ہے کہ وہ اس سے پہلے کس جون میں تھا۔ اس قسم کے ثبوت ہندو فلسفہ کے رو سے مقبول ہوں تو ہوں ورنہ عقلاً جانتے ہیں کہ ایسی باتوں کی حیثیت معقولیت کی دنیا میں کچھ نہیں۔ کیونکہ اپنی گذشتہ زندگی کے متعلق جو کسی کا دل چاہے کہہ دے۔ پس ایسا مسئلہ جس کا وجود ہی عقل کی رو سے ثابت نہ ہو سکے۔ کس طرح قابل قبول ہو سکتا ہے۔

(۲) تناسخ کے صحیح ہونے کی صورت میں ماننا پڑیگا۔ کہ دنیا کی کل صرف بدی اور برے اعمال کے سہارے چل رہی ہے۔ لوگ گناہ کرتے ہیں تو دنیا آباد ہے۔ اگر گناہ کا وجود مٹ جائے تو دنیا کا کارخانہ بھی بند ہو جائے۔

(۳) سزا دینے کا مقصد یہ ہوتا ہے۔ اصلاح ہو۔ اور وہ ہو نہیں سکتی۔ جب تک سزا پانے والے کو معلوم نہ ہو۔ کہ وہ کس گناہ میں ماخوذ ہے۔ بندر، کتے، گدھے، اور دیگر حیوانات

جو تناسخ کی رو سے سزا بھگت رہے ہیں جانتے ہی نہیں اور جاننے کی قابلیت ہی نہیں رکھتے کہ کس طرح اصلاح کر سکیں۔ پھر ایسی سزا سے کیا فائدہ؟

(۴) سزا پانے والے کو اسی کام کے لئے مجبور کرنا جس کی وجہ سے اسے سزا دی گئی ہو۔ پرلے درجے کی جہالت ہے۔ مثلاً ایک چور کو یہ سزا دینا۔ کہ دس سال تک چوری کرتے رہو کسی حالت میں مناسب نہیں۔ لیکن تناسخ کی رو سے جائز ہے۔ مثلاً کسی جاندار کو ناحق قتل کرنا ہندو دھرم کی رو سے ناجائز ہے۔ لیکن جب کسی کو شیر چیتے اور بھیڑیے کی جون میں ڈالا جائے۔ تو وہ مجبور ہے۔ کہ پیٹ بھرنے کے لئے گوشت حاصل کرے۔ اور یہ ناممکن ہے۔ جب تک وہ کسی جاندار کو ہلاک نہ کرے۔ یہ اچھا انصاف ہوا؟

(۵) وہ سزا ہی کیا ہوئی۔ جس میں سزا یافتہ کو معلوم ہی نہ ہو۔ کہ وہ سزا بھگت رہا ہے۔ برسات کے موسم میں اربوں حشرات الارض پیدا ہو کر تھوڑے ہی عرصہ میں مر جاتے ہیں۔ ان میں اس احساس کی اہلیت ہی نہیں ہوتی۔ کہ وہ سزا بھگت رہے ہیں یا محض سیر کے لئے اس دنیا میں وارد ہوئے ہیں۔

(۶) تناسخ کی رو سے تمام جاندار ان گناہوں کی سزا بھگت رہے ہیں۔ جو انہوں نے انسانی وجود کی حالت میں کئے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ کہ پانی کے ایک قطرہ میں بے شمار جراثیم پائے جاتے ہیں۔ ابتدائے آفرینش سے آج تک جتنے انسان روئے زمین پر پیدا ہوئے۔ ان کی تعداد اتنی بھی نہیں ہوگی۔ جتنے جراثیم صرف ایک تالاب میں پائے جاتے ہیں۔ دنیا کے دریاؤں اور سمندروں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ اتنے انسان اس صورت میں سزا بھگت رہے ہوں۔ جتنے کہ روز اول سے آج تک پیدا ہی نہیں ہوئے۔ یہ تو ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی کہے۔ کہ دنیا کی کل آبادی ایک سو ہے۔ اور اس میں سے پچاس ارب جیل میں ہیں۔

اور بھی کئی قسم کے اعتراضات اس مسئلہ پر ہو سکتے ہیں لیکن یہاں صرف وہی درج کئے گئے ہیں۔ جو دیہات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس قسم کا عقیدہ کسی گزشتہ زمانے میں قابل قبول ہو تو ہو۔ موجودہ زمانہ میں تو صرف وہی لوگ اسے قبول کر سکتے ہیں جن کے دماغ دیوالیہ ہو گئے ہوں۔

خاکسار ثواب الدین۔ ایم۔ اے۔ ایم۔ او۔ ایل ملتان

سالانہ تبلیغی رپورٹیں جلد ارسال فرمائیں

احباب کرام کو معلوم ہے۔ کہ خاکسار (سید زین العابدین ولی اللہ شاہ۔ ناظر دعوت و تبلیغ) اکتوبر ۱۹۳۱ء سے اکثر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے اغراض و مقاصد کے سلسلہ میں مشغول رہا ہوں اور نظارت دعوت و تبلیغ کے کام سے عملاً فارغ رہا ہوں۔ بدیں وجہ نہ تو میں جماعتوں کو تبلیغی ہدایات دے سکا ہوں۔ اور نہ میری سابقہ جاری کردہ ہدایات کے مطابق رپورٹیں موصول ہوتی رہی ہیں۔ بلکہ اکثر جماعتوں کی طرف سے رپورٹوں کا آنا ہی قریباً قریباً بند ہو گیا۔ اندریں حالات اب سالانہ رپورٹ کی تیاری میں جس قدر مشکلات حائل ہو رہی ہیں۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ میری غیر حاضری میں بعض جماعتوں نے دفتر کے مطالبہ پر سالانہ رپورٹیں ارسال کیں لیکن چونکہ رپورٹوں کا مطالبہ کرتے وقت رپورٹوں کی تیاری کے لئے کوئی خاص ہدایات نہیں دی گئیں۔ اس لئے موصول شدہ رپورٹوں سے بھی چنداں فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ اس لئے میں بذریعہ اعلان ہذا تمام جماعتوں سے بلا استثنا احدے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ یکم مئی ۱۹۳۲ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۳۳ء تک کی سالانہ رپورٹیں فوراً ایک ہفتہ کے اندر اندر تیار کر کے ارسال کر دیں۔ اگر کسی جماعت کے سکرٹری تبلیغ تبدیل ہو چکے ہوں۔ تو مقامی امیر یا پریذیڈنٹ یا جنرل سکرٹری کا فرض ہے۔ کہ وہ اس دوست کو یکم مئی ۱۹۳۲ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۳۳ء تک کی تبلیغی رپورٹ لکھنے کے لئے مکلف فرمائیں۔ جو اس عرصہ میں اس عہدہ پر مامور رہے۔

تبلیغی رپورٹیں مندرجہ ذیل امور پر مشتمل ہونی چاہئیں۔

(۱) تعداد انصار اللہ درج رجسٹر (۲) انصار اللہ کے تعلیمی اجلاسوں کی سال زیر رپورٹ میں تعداد (۳) تعداد دیہات۔ جو انصار اللہ کے زیر تبلیغ رہے۔ (۴) سال زیر رپورٹ میں کتنی بار انصار اللہ کے تبلیغی وفود بھیجے گئے۔ (۵) پبلک جلسوں کی تعداد (۶) تبلیغ بذریعہ اشاعت یعنی پمفلٹ یا اشتہارات کس قدر تعداد میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جماعت کی طرف سے شائع کئے گئے۔ یا خرید کر مفت تقسیم کئے گئے۔ اور ان پر کس قدر رقم خرچ ہوئی۔ (۷) تبلیغ اچھوت اقوام کے سلسلہ میں جماعت نے کیا کام کیا۔ اور کیا کامیابی ہوئی۔ (۸) ہر دو ایام التبلیغ میں جو سال زیر رپورٹ میں آئے کس طرح گزارے گئے۔ کسی قدر تفصیل دی جائے۔ (۹) جماعت کی موافقت یا مخالفت اگر ہو رہی ہے۔ تو کس رنگ میں اور مخالفت میں کونسا عنصر زیادہ تر احمدیوں کا مد مقابل ہے۔ اور اس کی مخالفت کے بد اثر کو زائل کرنے کے لئے کیا تدابیر اختیار کی گئیں۔ (۱۰) سال زیر رپورٹ میں نومبایعین کی کیا تعداد ہے۔

میں مکرر عرض کر دوں۔ کہ چونکہ نظارت اعلیٰ کی طرف سے سالانہ رپورٹوں کی اشاعت کے لئے نظارتوں کی رپورٹوں کا فوری مطالبہ ہو رہا ہے۔ اس لئے رپورٹوں کی تیاری و ترسیل میں ایک ہفتہ سے زیادہ تعویق نہ کی جائے۔ اور یہ بھی مکرر عرض کر دوں۔ کہ میرے اس اعلان کی مخاطب ہر جماعت ہے۔ خواہ وہ پہلے رپورٹ بھیج چکی ہے۔ یا نہیں۔ نیز رپورٹوں کی تیاری میں اس بات کو ملحوظ رکھا جائے۔ کہ تبلیغی کام کو من حیث الجماعت دکھایا جائے۔ نہ کہ من حیث الافراد۔ ہاں اگر کسی صاحب نے کوئی خاص کام کیا ہو۔ تو ان کا ذکر کر دیا جائے۔

(ناظر دعوت و تبلیغ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۳ء)

خلافت احمدیہ

غیر مبایعین اس امر پر زور دیا کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد سلسلہ خلافت نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ انجمن ہی آپکی جانشین ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں جو یہ رقم فرمایا ہے۔ کہ میرے بعد قدرت ثانیہ آئے گی۔ اس سے مراد وہ انجمن سمجھتے ہیں۔ لیکن اگر رسالہ الوصیت کی اس عبارت کو بغور دیکھا جائے۔ تو دوسرے بین اور واضح حوالجات کے علاوہ اس عبارت سے بھی صاف طور پر سلسلہ خلافت کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام رقم فرماتے ہیں۔

"سو اے عزیزو جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔ تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی۔ جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن جب میں جاؤں گا۔ تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی"۔

ان سطور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ دوسری قدرت نہیں آسکتی۔ جب تک میں نہ جاؤں۔ میرے جانے کے بعد خدا تعالےٰ قدرت ثانی کو بھیجے گا۔ اس سے صاف طور پر ثابت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود اور قدرت ثانی کا وجود دونوں ایک وقت جمع نہیں ہوں گے۔ بلکہ قدرت ثانیہ کی آمد کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ وہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد ظہور پذیر ہو۔

اب اگر قدرت ثانیہ سے مراد انجمن ہے۔ تو انجمن کا وجود تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں موجود تھا۔ کیونکہ اس کا قیام ۱۹۰۵ء میں ہو چکا تھا۔ پس قدرت ثانی سے مراد انجمن کسی صورت میں نہیں ہو سکتی۔ اس سے مراد یقیناً خلافت ہی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانے کے بعد وقوع پذیر ہوئی۔ اور جس وقت حضرت اقدس کی وفات واقع ہوئی۔ اس کے معاً بعد خدا تعالےٰ نے نظام خلافت قائم فرما دیا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قدرت ثانیہ سے منشا نظام خلافت ہی تھا۔

(ملک محمد عبد اللہ مولوی فاضل سمبڑیالی)

سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا ایک نشان

ایک معزز غیر احمدی کی شہادت

ہمارے ایک دیرینہ کرمفرما عالیجناب حاجی ایم احمد اللہ صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی مجسٹریٹ رئیس بڑوت ضلع میرٹھ ہیں۔ صاحب موصوف نے حال ہی میں مجھے ایک خط لکھا۔ جس کی اشاعت کی اجازت تحریری میں نے ان سے لے لی ہے۔ وہ خط حسب ذیل ہے۔

"حضرت مولانا۔ تسلیم میں نہایت مسرت کے ساتھ آپ کو قابل مبارکباد خیال کرتے ہوئے ایک نسخہ گلدستہ نعت آپ کے لئے بھیجتا ہوں۔ مجھے اس ترسیل کی جرأت کیوں ہوئی۔ جبکہ قریبًا بیس سال میں نے اوٹاوہ کو چھوڑا اور جب وہاں موجود تھا۔ تب بھی آپ سے کوئی خصوصیت نہیں تھی۔ حضرت کمبولی صاحب سلامت تھی آپ کے علاوہ اٹاوہ میں اور چند اصحاب ایسے ہیں۔ کہ جن کی خدمت میں مجھے خصوصیت سے نیاز حاصل ہے اگر میں اپنی کوئی تالیف بھیجتا۔ تو ان کے پاس بھیجتا۔ لیکن مجھے حضور پرُنور کی جانب سے بشارت ہوئی ہے۔ کہ میں ایک کاپی آپ کے مطالعہ کے لئے بھیج دوں۔ اگرچہ شاعرانہ نقطہ خیال سے آپ جیسے ادیب کی نظر میں یہ کلام قابل وقعت نہ ہو۔ مگر چونکہ حضور سرور کائنات کی نعت ہے۔ لہذا ہر طرح قابل تعظیم وتکریم ہے۔ امید ہے کہ آپ اس کو نہایت احترام کے ساتھ اپنے پاس رکھینگے۔ اور اپنے دوستوں کو بھی دکھلائینگے خاص کر حکیم قربان حسین صاحب کو والسلام رقیمہ نیازمند آپ کا دیرینہ خادم احمد اللہ ریٹائرڈ ڈپٹی مجسٹریٹ بڑوت

اس خط کے متعلق دو باتیں قابل غور ہیں۔ ایک تو یہ کہ ڈپٹی صاحب ایسے معتمد وثقہ آدمی کے لئے کیا کوئی ایسی وجہ تحریک موجود تھی جس کے باعث وہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق افترا کریں۔ یا میری خاطر سے کوئی جھوٹا خواب بنائیں۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ پس یقینًا ماننا پڑے گا۔ کہ ڈپٹی صاحب موصوف نے یہ خواب فی الواقع دیکھا اور اس خواب کا جو اثر ان کے دل پر ہوا۔ اس کو انہوں نے بےکم وکاست اور بلا خوف لومۃ لائم ظاہر کر دیا۔ (۲) دوسری بات جو غور طلب ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاکسار کو جو حضرت مسیح موعود ومہدی معہود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوۃ والسلام کے ادنیٰ خدام میں سے ہے۔ اس قابل سمجھا کہ گلدستہ نعت میرے پاس بھیجنے کی ڈپٹی صاحب کو ہدایت فرمائی۔ اور وہ بھی اس طور پر کہ صاحب موصوف نے اس خاکسار کو قابل مبارکباد سمجھا اور اس ہدایت سراسر بشارت کے مطابق عمل کرکے دکھلایا۔

یہ واقعہ سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا بین نشان ہے امید ہے کہ انصاف پسند غیر احمدی صاحبان عمومًا اس رویائے صادقہ سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔ اور سلسلہ احمدیہ کو خدا اور رسول کا پسندیدہ سلسلہ یقین فرمائیں گے۔ عالیجناب ڈپٹی صاحب جو اس خواب سے مشرف ہوئے۔ انہیں تو خصوصًا سلسلہ احمدیہ کے ساتھ اپنے تعلقات کو ترقی دیکر درجہ کمال تک پہنچانا چاہیئے۔ گلدستہ نعت مصنفہ ڈپٹی صاحب موصوف کے چند اشعار درج ذیل کئے جاتے ہیں ؎

راقم:۔ حکیم سید صادق حسین مختار عدالت اٹاوہ۔

انتخاب گلدستہ نعت

بیان خلق محمد ہو کہاں تاب وتواں میری
قلم میں کب یہ قدرت ہے نہ اس قابل زبان میری
کھلے یارب قفس جب طائر روح مقید کا
محمد مصطفےٰ کا نام ہو وردِ زبان میری

نبایا ثنا خوان محمد مصطفےٰ مجھ کو
عطا اللہ نے کی اس لئے طبع رسا مجھ کو

شفاعت کا منکر مسلماں نہیں ہے
وہ مردود ابلیس سے بدترین ہے
یہ حالت ہے اب جوش دیوانگی میں
گریبان ندارد پھٹی آستیں ہے
صبا گر ہو گذر تیرا کبھی کوئے مدینہ میں
سلامِ عجز پہونچا دیجیئو ناچیز احقر کا

واہ واصل علےٰ کیا مرتبہ کیا شان ہے
واہ کیا اخلاق (ہیں) کیا جود کیا احسان ہے
بردباری انکساری کیسی بے پایاں ہے
ایسے پیغمبر پہ اپنا جان ودل قربان ہے

مجمع اوصاف تھے بالکل محمد مصطفےٰ
مثل جس کا ہے نہیں دنیا میں کوئی دوسرا

پونچھ میں وفات مسیح پر تبادلہ خیالات

۱۹۳۳ء

انجمن احمدیہ پونچھ کا سالانہ جلسہ ۲۹ تا ۳۱ جولائی کو منعقد ہوا۔ اس کے بعد بعض مخالفین سلسلہ کو ہمارے صحیح عقائد کی تردید کرنے کا ناحق جوش پیدا ہوا۔ اور غلط حوالہ جات اور من مانی تاویلات سے پبلک میں سلسلہ احمدیہ کے متعلق نفرت پھیلانے کی کوشش کی گئی۔ بعض لوگوں کو یہ بھی خیال پیدا ہوا۔ کہ احمدیوں سے باقاعدہ تبادلہ خیالات کیا جائے۔ چنانچہ مولوی کرم الدین صاحب اہلحدیث میرپوری نے ان الفاظ میں منشی دانشمند صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ سے درخواست کی کہ لوگ مجھے مجبور کر رہے ہیں۔ کہ احمدیوں سے باقاعدہ تبادلہ خیالات کرو۔ لہذا میں درخواست کرتا ہوں۔ کہ حیات وفات مسیح پر تبادلہ خیالات (باقاعدہ) کرنے کی میرے ساتھ تاریخ مقرر کرو۔ اور اس بات پر اصرار کیا۔ اس وجہ سے ۲۷ اگست ۳۳ء کو باقاعدہ تبادلہ خیالات کرنا منظور کیا گیا۔ دو گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی۔ سمجھدار غیر احمدی اصحاب اس نتیجہ پر پہنچے کہ حیات مسیح کے متعلق ہمارے مولوی کرم الدین صاحب قرآن اور حدیث سے کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کر سکے۔ جس سے حضرت مسیحؑ کی حیات ثابت ہو۔ وہ احمدیوں کے دلائل کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ مولوی محمد حسین صاحب مبلغ احمدی کے طرز بیان اور دلائل سن کر غیر احمدی سامعین نے ہمارے پاس آکر کہا۔ کہ ایک وقت آئے گا۔ کہ آخر سب احمدی ہو جائینگے

آخر میں ہم نہایت ادب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ کہ ناظرین الفضل ودیگر احمدی احباب اس علاقہ میں بھی احمدیت کے پھیلنے کے لئے خاص دعا فرماتے رہیں

سکرٹری انجمن احمدیہ پونچھ

ضلع گوجرانوالہ میں کامیاب تبلیغ

۲۳ لغایت ۳۰ اگست۔ چوہدری دل محمد صاحب مولوی فاضل نے تحصیل وزیرآباد کے مواضعات کیوے والی ککا کو لو۔ منصور والی۔ مدرسہ چھٹہ۔ اکال گڑھ۔ اور خانکی ہیڈ کا تبلیغی دورہ کیا۔ جہاں پر ۹ لیکچر۔ اور دو مناظرے ہوئے۔ چار درس تربیت دئے گئے۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے چھ اشخاص سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے اللہ تعالےٰ سب کو استقامت بخشے۔ مرزا محمد شریف بیگ

بقایا داران بیرونِ ہند

مندرجہ ذیل احباب بیرون ہند کے نام بقایا ہے۔ مہربانی فرما کر بذریعہ پوسٹل آرڈر بغیر کراس مارک ادا فرمائیں۔ تاکہ بار بار خط و کتابت کا تصدیعہ نہ ہو۔ مینجر الفضل قادیان

	آنے	روپے
(۷) سید عبدالرحمٰن صاحب امریکہ	۶ —	۱۳
(۲۹) مسٹر قاسم منگیا صاحب بیرہ	۱۲ —	۸
(۱۳۶) ہوم سکرٹری ریلوے نیروبی	۶ —	۶
(۲۰۰) مسٹر محمد یوسف صاحب بومبو	۸ —	۲
(۱۴۹) حکیم شیر محمد صاحب سنگاپور	۴ —	۴
(۲۱۳) غلام محمد گوہر صاحب فورٹ سنڈیمان	۱۲ —	۲
(۲۲۲) احمد سریدا (رجادہ) بلورہ	۵ —	۴
(۲۲۶) ایم تاج الدین صاحب کجیڈو	۱۵ —	۸
کل میزان	۴ —	۵۲

اس کے علاوہ جن اصحاب کا چندہ۔ ختم یا قریب الختم ہے وہ بھی مہربانی فرما کر اپنا اپنا چندہ جلد بھجوا دیں علیحدہ چٹھیاں بھی بھیجی جا چکی ہیں۔ یہ یاددہانی ہے۔

نارمل پاس ٹیچر کی ضرورت

مینجر صاحب احمدیہ پرائمری سکول گھٹو گراہ ضلع ہوشیارپور اطلاع دیتے ہیں کہ سکول کے لئے ایک نارمل پاس استاد کی ضرورت ہے رکم شاہرہ لینے والے احباب کو ترجیح دی جائیگی احباب اپنی درخواستوں میں تنخواہ کا تعین بھی فرمائیں۔ جملہ خط و کتابت مینجر صاحب سکول مذکورہ سے مندرجہ بالا پتہ پر فرمائیں۔ ناظر تعلیم و تربیت۔ قادیان

ملازمت کے متلاشی موٹر ڈرائیور

(۱) مرزا پیر بخش صاحب اجنالہ ضلع امرتسر موٹر ڈرائیوری کا کام جانتے ہیں۔ اگر کسی دوست کو ڈرائیور کی ضرورت ہو۔ تو ان کے ساتھ بذریعہ حکیم فضل الٰہی صاحب سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ اجنالہ خط و کتابت کریں۔

(۲) زمان شاہ صاحب بھی موٹر ڈرائیوری کا کام جانتے ہیں۔ جو دوست ان کی ملازمت کا انتظام فرما سکیں۔ وہ معرفت انجمن احمدیہ دہلی بازار بلی ماران کو اطلاع دیں (ناظر امور عامہ)

اعلان برائے حصہ داران بکڈپو قادیان

صدر انجمن احمدیہ قادیان نے بک ڈپو کی کتب فروخت کا ٹھیکہ چار سالہ مختتمہ ۱۵ مارچ ۱۹۳۵ء ملک فضل حسین صاحب کنٹریکٹر کو دیا ہوا ہے اس اثناء میں جن دوستوں کو اپنے حصص کا روپیہ واپس لینا ہو تو ایسے احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ (بجائے کنٹریکٹر صاحب بکڈپو کے) ناظر صاحب تالیف و تصنیف کے نام مراسلت فرمایا کریں۔ کیونکہ بک ڈپو کے حسابات کی نگرانی نظارت تالیف و تصنیف کے سپرد ہے۔ (ناظر تالیف و تصنیف)

اعلان متعلقہ جائداد

چونکہ عزیزم عطا محمد میرا بیٹا میرا نہایت فرمانبردار اور خدمت گذار ہے۔ اور اس پیرانہ سالی میں اس نے میری خدمت کا سارا بوجھ خود اٹھایا ہوا ہے۔ اس لئے میں نے اپنی جملہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ اس کے نام دیر سے منتقل کر دی ہوئی ہے میری جائداد جو قصبہ قادیان میں ہے وہ بھی عزیز مذکور کے نام قریباً دس سال سے بذریعہ رجسٹری شدہ منتقل کر چکا ہوں اور میری جو زرعی اراضی قصبہ راہوں ضلع جالندھر میں تھی۔ وہ بھی میں عرصہ قریباً تین سال سے زبانی ہبہ کر کے قبضہ دے چکا ہوں۔ اور اس اراضی کا انتقال بحق عزیز مذکور ہو چکا ہوا ہے۔ اسی وقت میں نے اپنی جملہ دیگر منقولہ و غیر منقولہ جائداد ہر قسم مکانات و اسباب خانگی و زیورات و پارچات پوشیدنی و ظروف وغیرہ ہر قسم کا قبضہ بھی ہبہ زبانی کر کے عزیز مذکور کو دیدیا تھا میرے دیگر ورثا یعنی دوسرے پسر و جملہ دختران و ازواج کو کوئی حق قانونی یا شرعی میری جائداد میں نہیں رہا جملہ جائداد میری پیدا کردہ تھی (مجھے اسے منتقل کرنیکا کامل اختیار تھا) پس یہ اعلان اس لئے ضروری سمجھا۔ تا میری وفات کے بعد کوئی وارث کسی قسم کا تنازعہ نہ پیدا کرے۔ امام بخش ولد جیئے شاہ قوم قریشی قادیان ضلع گورداسپور

۹/۳۳

اطمینان کی بات

اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے۔ کہ اگر مال پسند نہ ہو۔ تو فوراً واپس کر دیں

لنگی ریشمی مشہدی اصلی امیرانہ چار روپیہ ۴/ لنگی سلکی مشہدی سوا روپیہ ۱/۴ صافہ امیرانہ اصلی ریشمی چار روپیہ ۴/ صافہ سلکی ڈیڑھ روپیہ ۱/۸ لنگی سوتی چینی یا باختی ۱۲ ریشمی بنیان مردانہ ایک روپیہ ۱/ گلوبند مفلر ریشمی ۱۲ کلاہ سلمہ ستارہ والا مخملی ۸ جائے نماز پھولدار ۱/۲ تولیہ بستر پھولدار ڈھائی روپیہ ۲/۸ زنانہ ریشمی ساڑھی پھولدار ۸ گز لمبی تین روپیہ ۳/ زنانہ ریشمی دوپٹہ پھولدار پورا ناپ ڈھائی روپیہ ۲/۸ زنانہ ریشمی بنیان پھولدار ۱۲ زنانہ ریشمی چوٹی زرین ایک روپیہ ۱/ رنگی انگیا عورتوں کے لئے درجہ خاص ۱/۴ درجہ اول ۱/۲

ملنے کا پتہ

شیخ عبدالرحمٰن اینڈ سنز سوداگران لنگی ٹکہ لودھیانہ

زراعتی آلات و دیگر مشینری

آہنی رہٹ۔ آہنی خراس ڈیل بیل مکی انیشکر کے بیلنے جات۔ انگریزی ہل۔ چارہ کترنے کے کٹر۔ بادام روغن نکالنے۔ قیمہ بنانے۔ چونہ پیسنے چاولوں اور سیویاں کی مشینیں۔ دستی پمپ زراعتی و دیگر مشینری اعلیٰ اور بارعایت خریدنے کے لئے ہماری با تصویر فہرست مفت طلب فرمایئے۔ ایک دفعہ آزمائش شرط ہے۔ اصلی و اعلیٰ مال منگانے کا قدیمی پتہ

ایم۔ اے رشید اینڈ سنز انجنیئرز۔ بٹالہ۔ پنجاب

اکسیر تسہیل ولادت

بچہ کی پیدائش کو آسان کر دینے والی دنیا بھر میں ایک ہی مجرب المجرب دوا ہے جس کے بر وقت استعمال سے وہ نازک اور دل ہلا دینے والی مشکل گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں۔ بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے اور بعد ولادت کے درد بھی زچہ کو نہیں ہوتے۔ قیمت معہ محصول صرف ۱/ مینجر شفا خانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

کمشنر بردوان نے ۱۱ ستمبر کو اخبارات کے نام ایک بیان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ میدناپور میں اس وقت تک ابھی سے مسلح اشخاص موجود ہیں۔ جو مسٹر برج کے قتل کی سازش سے واقف تھے۔ اور وہ خود بھی موقع ملنے پر کسی انگریز افسر کو ہلاک کرنے کے لئے بالکل تیار ہیں۔

کونسل آف سٹیٹ کے اجلاس میں ۱۱ اگست کو ہوم سکرٹری نے جو تقریر کی۔ اور جس میں بیان کیا تھا۔ کہ گاندھی جی اور پنڈت جواہر لال نے بھگت سنگھ وغیرہ کی تعریف کے ریزولیوشن کراچی کانگرس کے اجلاس میں پاس کرائے تھے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس سے گاندھی جی کو بہت رنج ہوا ہے۔

اسمبلی کے اجلاس میں ۱۲ ستمبر کو معاصر ڈیلی گزٹ کراچی کی اس تحریر کے خلاف جس میں اس نے لکھا تھا۔ کہ گاندھی جی کے چوتڑوں پر بید لگنے چاہئیں۔ تحریک التوائیش ہوئی۔ ہوم ممبر نے اس مضمون کی اشاعت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے تحریک التوا کی مخالفت کی۔ آخر تحریک کثرت آراء سے مسترد ہو گئی۔

کانگرس کی شاخ امریکہ کے صدر مسٹر سلندر ناتھ گوش نے ہندوستان آنے کے لئے حکومت ہند سے پاسپورٹ کی درخواست کی تھی۔ ۱۲ ستمبر کو اسمبلی میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ہوم ممبر نے کہا کہ حکومت اس درخواست کو منظور کرنے کے لئے تیار نہیں۔

ڈبلن سے ۱۱ ستمبر کی خبر ہے کہ ۲۷ ستمبر کو آئرش فری سٹیٹ پارلیمنٹ کا جو اجلاس منعقد ہو رہا ہے۔ اس میں تین مسودات قانون پیش ہونگے۔ اولاً یہ کہ روپیہ کے صحیح استعمال کے متعلق بعض مسودات قانون کو مسترد کرنے کا جو حق گورنر جنرل کو ہے وہ منسوخ کر دیا جائے۔ دوم اپیلوں کی سماعت کے متعلق انگلینڈ کی پریوی کونسل کے حق کو منسوخ کر دیا جائے۔ اور تیسرے آئرش پارلیمنٹ کے منظور کردہ قوانین پر دستخط کرنے کے استحقاق سے ملک معظم کو محروم کر دیا جائے۔ گویا یہ قانون انگلستان سے مکمل علیحدگی کے مترادف ہے۔

پشاور سے ۱۱ ستمبر کی اطلاع ہے کہ سرخپوشوں کی خفیہ سول نافرمانی کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ سائیکلو سٹائل مشین پر چھپا ہوا ایک اشتہار شائع ہوا ہے۔ جس میں گورنمنٹ کو متنبہ کر کے لکھا ہے کہ وہ موجودہ پالیسی کے ذریعہ اس تحریک کو کچل نہیں سکتی۔ حکومت اس کے شائع کرنے والے کا سراغ لگا رہی ہے۔

نوشہرہ جنکشن پر خفیہ پولیس نے ایک شخص کو گرفتار کر کے بعض خطوط اس کے قبضہ سے برآمد کئے۔ خیال یہ ہے کہ یہ شخص سرحد کے سرخپوشوں اور پنجاب کے کانگریسیوں کے درمیان ہرکارہ کے فرائض سرانجام دیتا تھا۔

پنجاب گورنمنٹ کے دفاتر ۱۰ اکتوبر کو شملہ میں بند ہو کر ۱۶ اکتوبر کو لاہور کھلیں گے۔

چیف سکرٹری پنجاب گورنمنٹ عنقریب رخصت پر جانے والے ہیں۔ ان کے جانشین کے متعلق تاحال فیصلہ نہیں ہوا۔ لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ مسٹر بکل فنانس سکرٹری اس عہدہ پر فائز ہونگے۔

جائنٹ سلیکٹ کمیٹی میں سندھی ہندوؤں کی طرف سے نمائندگی کے لئے لالہ بہادر ہیرانند کھیم سنگھ گئے تھے۔ واپسی پر آپ نے اعلان کیا ہے کہ ہندوؤں کو چاہیئے لنڈن میں اپنا خاص دفتر قائم کر کے علیحدگی سندھ کے خلاف پروپیگنڈا کریں۔ مسلمانوں کو بھی ہشیار رہنا چاہیئے۔

ریزرو بنک بل پر ۱۱ ستمبر کو اسمبلی میں بحث ہوئی۔ سر جارج شوسٹر نے تجویز کی۔ کہ دونوں ایوانوں کے ۲۴ ارکان کی ایک مشترکہ کمیٹی بنائی جائے۔ جو اس بل پر غور کر کے رپورٹ کرے۔ بل سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا۔

اسمبلی کے اجلاس میں ۱۱ ستمبر کو مولانا شفیع داودی کی طرف سے سرحدی علاقہ پر بمباری کے خلاف تحریک التوا پیش ہوئی۔ لیکن صاحب صدر نے اس بناء پر زیر بحث لانے کی اجازت نہ دی۔ کہ علاقہ مذکور قانوناً اسمبلی کے زیر اقتدار نہیں۔

سکھ لٹریچر کے متعلق پٹیالہ کے ایک بھائی کاہن سنگھ صاحب نے ایک انسائیکلو پیڈیا مرتب کی ہے۔ جس میں ان تمام الفاظ کی مکمل تشریح کی گئی ہے۔ جو سکھ لٹریچر میں استعمال ہوتے ہیں کتاب بزبان پنجابی ۳۳۳۸ صفحات پر مشتمل اور چار جلدوں میں ہے مکمل سٹ کی قیمت سو روپیہ ہے۔

بین الاقوامی اقتصادی کانفرنس سے کامل علیحدگی کا نوٹس حکومت ہالینڈ نے کانفرنس کی مجلس عاملہ کو دیدیا ہے ڈنمارک بھی اس شرط پر شریک ہے کہ وہ جب مناسب سمجھے علیحدگی اختیار کرنے میں آزاد ہوگا۔ آئرش فری سٹیٹ نے مجلس عاملہ کو اطلاع دی ہے کہ وہ ۲۴ ستمبر کے معاہدہ محصولات سے کامل طور پر علیحدہ رہے گی۔

ریاست پالنپور (کاٹھیاواڑ) کے نظم و نسق کے خلاف لوگوں کو بہت شکایات تھیں۔ حکومت کے محکمہ سیاسیات نے اس کی تحقیقات کرنے کے بعد فیصلہ کیا ہے۔ کہ نواب کو دو سال کے لئے ریاست سے باہر بھیج دیا جائے

بمبئی کرانیکل اخبار کا داخلہ حکومت نظام نے حدود ریاست میں اس لئے بند کر دیا گیا ہے کہ اس میں ریاست مذکور کے متعلق بعض قابل اعتراض مضامین شائع ہوئے تھے۔

جاپانی ڈیلی گیشن کے اخراجات وغیرہ کے لئے اسمبلی کی فنانس سٹینڈنگ کمیٹی نے چالیس ہزار روپیہ صرف کرنے کی سفارش کی ہے۔ یہ تجویز اسمبلی میں عنقریب پیش کی جائیگی۔

ریاست کشمیر نے ریاستی تار گھروں سے اخبارات کے نام رعایتی نرخوں پر تار ارسال کرنے کی اجازت دیدی ہے۔ اور اب وہاں سے بھی اسی نرخ پر تار آسکینگے۔ جو پریس ٹیلیگرام کے لئے برطانوی ہند میں ہے یعنی ۸ ر میں ۴۸ الفاظ۔

امریکن گورنمنٹ نے ایک خاص اعلان کے ذریعہ روئی کی کاشت کو محدود کر دیا ہے۔ اور ۱۹۳۲ء میں صرف ۳۵ ملین ایکڑ روئی کاشت ہوگی۔

لنڈن سے ۲ ستمبر کی ایک خبر مظہر ہے کہ جائنٹ سیلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ ۱۹۳۴ء سے پہلے شائع نہیں ہو سکے گی۔

گاندھی جی نے پنڈت جواہر لال اور بعض دیگر کانگرسی رہنماؤں کے مشورہ سے آئندہ کے لئے ایک لائحہ عمل تجویز کیا ہے۔ جو ایک دو روز میں شائع ہو جائے گا۔

شملہ سے ۱۳ ستمبر کی خبر ہے کہ ۱۱ کو تین سو بالائی مہمندوں نے انگریزی فوج پر جو شائی خیل اور یوسف خیل کے درمیان سڑک پر کام کر رہی تھی سخت فائر کئے۔ غلانئی کے کیمپ پر بھی وہ رات بھر گولی چلاتے رہے۔ جس سے ۱۵ اموات کا اندازہ کیا گیا ہے۔

جالندھر کے مسٹر ایوب قریشی ایل ایل۔ بی۔ جو گذشتہ سال سب جج کے مقابلہ کے امتحان میں کامیاب ہوئے تھے اور اکتوبر ۱۹۳۲ء کے آخر میں اس منصب پر مقرر کئے جانے والے تھے۔ ۱۳ ستمبر کی صبح اپنے مکان میں مردہ پائے گئے۔ خودکشی خیال کی جا رہی ہے۔

کونسل آف سٹیٹ کے اجلاس میں ۱۲ ستمبر کو یہ تحریک پیش ہوئی۔ کہ تمام ملک میں یونیورسٹی ٹریننگ کور کو وسعت دی جائے۔ کمانڈر انچیف نے کہا۔ افسروں کی بھرتی کے لئے یہ کوریں بے سود ثابت ہوئی ہیں۔ اور اس سکیم کی فوجی حیثیت بھی مشتبہ ہے۔ اس پر تحریک واپس لے لی گئی۔ اجمیر اور مارواڑ کے نوجوانوں کو تمباکو نوشی سے روکنے کے لئے اسمبلی نے جو بل منظور کیا تھا۔ وہ بھی مسترد کر دیا گیا۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی